احادیثِ قدسیہ
ترجمہ
ابو مسعود ندوی

احادیث قدسیّہ

ترجمہ و ترتیب

ابو مسعود ندوی

منشورات

نام کتاب : احادیث قدسیہ

ترجمہ و ترتیب : ابو مسعود ندوی

طبع اول : اکتوبر ۹۸

تعداد : ۱۰۰۰

ناشر : منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

فون : ۵۴۲۵۳۵۶، فیکس : ۷۸۳۲۱۹۴

کراچی میں ملنے کا پتہ : ڈینٹ بک پوائنٹ، A-57، بلاک 5، گلشن اقبال،

نزد مدنی مسجد، پوسٹ کوڈ - 75300، فون : 4967661

مطبع : قومی پریس، ۵۰- لوئر مال، لاہور

قیمت : -/۳۵ روپے

فہرست ابواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث قدسیہ کا یہ مجموعہ، جسے 'اللہ کی باتیں، رسولؐ کی زبانی
کہا جا سکتا ہے، علما کی ایک کمیٹی نے ترتیب دیا اور دارالکتب
العلمیہ بیروت نے شائع کیا۔ مولانا ابو مسعود ندوی نے اس کا
ترجمہ کیا اور مفید تر بنانے کے لیے ترتیب و تدوین بھی کی۔

اسلامک بک فاؤنڈیشن دہلی نے عربی متن کے ساتھ شائع کیا۔
اب منشورات، لاہور صرف اردو ترجمہ شائع کر رہا ہے۔ احادیث
کا حوالہ دے دیا گیا ہے تاکہ اہل علم کو عربی متن کی تلاش میں دقت
نہ ہو۔

امید ہے کہ اس کا مطالعہ اللہ اور رسولؐ سے تعلق کو تازہ
کرے گا اور تربیت و تزکیہ کی راہ آسان کرے گا۔

مسلم سجاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث قدسیہ

یہ کتاب احادیث قدسیہ کا مجموعہ ہے جو احادیث شریف کے مشہور ترین مجموعوں موطا امام مالکؒ اور صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) سے اخذ کی گئی ہیں۔

احادیث قدسیہ کا یہ مجموعہ علما کی ایک کمیٹی نے ترتیب دیا ہے اور "دارالکتب العلمیہ" بیروت نے اسے شائع کیا ہے۔

ترجمہ میں اس بات کا لحاظ کیا گیا ہے کہ ایک مفہوم کی حدیث قدسی کی روایتیں اگر احادیث کے مختلف مجموعوں میں ملتی ہیں تو ان میں سے ایک روایت لے لی گئی ہے اور یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ اس مفہوم کی روایتیں اور کن مجموعوں میں ملتی ہیں، البتہ اگر کوئی روایت کچھ الگ مفہوم کے ساتھ آئی ہے تو اسے بھی شامل کر لیا گیا ہے۔

اصل مجموعہ میں احادیث قدسیہ کی شرح علامہ قسطلانیؒ کی شرح بخاری اور امام نوویؒ کی شرح مسلم سے لی گئی ہے۔ اردو ترجمہ میں کوشش کی گئی ہے کہ شرح کا سہارا کم سے کم لیا جائے اور جہاں زیادہ ضرورت محسوس ہو وہاں ترجمہ کی اصل عبارت کے درمیان ہی بریکٹ میں تشریح کے لیے چند ضروری الفاظ بڑھا دیے جائیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ طویل تشریح میں الجھنے کے بجائے اصل توجہ حدیث شریف ہی پر مرکوز رہے گی۔

حدیث قدسی کیا ہے؟

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں: حدیث قدسی اسے کہتے ہیں جس کی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فرمائی ہے' کبھی حضرت جبریلؑ کے واسطہ سے اور کبھی وحی' الہام یا خواب کے ذریعہ۔ اور آپؐ نے اپنے الفاظ میں وہ مفہوم ادا فرمایا ہے۔

جب کہ قرآن کریم صرف حضرت جبریلؑ کے واسطے سے نازل ہوا ہے اور اس کے الفاظ بعینہ لوح محفوظ کے الفاظ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ حدیث قدسی کی تلاوت سے نماز صحیح نہیں ہو گی۔ اسی طرح قرآن کریم کو چھونے اور پڑھنے کی اجازت حالت جنابت و حیض و نفاس میں نہیں ہے' نہ بغیر وضو کے چھونے کی اجازت ہے جب کہ حدیث قدسی کے ساتھ اس طرح کی حرمت نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کا انکار کرنے والا کفر کا مرتکب ہو گا لیکن حدیث قدسی کا منکر کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ احادیث تمام کی تمام اسی طرح کی ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے تھے۔ جواب یہ ہے کہ حدیث قدسی اور دیگر احادیث میں فرق یہی ہے کہ حدیث قدسی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہے' دیگر احادیث کی نہیں۔

حلبی نے حاشیہ التلویح میں لکھا ہے کہ احادیث قدسیہ وہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں بذریعہ وحی بتایا اور انھیں اسرار وحی کا نام دیا جاتا ہے۔ شیخ محمد علی فاروقیؒ "کشاف الاصطلاحات والفنون" میں لکھتے ہیں: حدیث یا تو نبوی ہوتی ہے یا الٰہی' جسے قدسی بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث قدسی وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں اور حدیث نبوی کی روایت اللہ تعالیٰ سے نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں وحی متلو (جس کی تلاوت کی جاتی ہے) یعنی قرآن کریم اور وحی

غیر متلو (جس کی تلاوت نہیں کی جاتی) کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔ وحی غیر متلو وہ احادیث ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے۔ انھیں احادیث قدسیہ کہا جاتا ہے۔

امیر حمید الدینؒ نے اپنے فوائد میں لکھا ہے کہ قرآن کریم اور حدیث قدسی کے درمیان مندرجہ ذیل فرق ہیں:

۱۔ قرآن معجز ہے اور حدیث قدسی معجز نہیں ہے۔

۲۔ نماز قرآن کریم کے تلاوت کے بغیر نہیں ہو سکتی' برخلاف اس کے حدیث قدسی کی تلاوت سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۳۔ قرآن کریم کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا' حدیث قدسی کے منکر کو نہیں۔

۴۔ قرآن کریم میں حضرت جبریلؑ کا واسطہ ضروری ہے' حدیث قدسی میں نہیں۔

۵۔ قرآن کریم میں لفظ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے۔ حدیث قدسی میں یہ ممکن ہے کہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ہوں۔

۶۔ قرآن کریم کو پاکی کی حالت کے بغیر چھونا جائز نہیں' جب کہ حدیث قدسی کے لیے ایسی شرط نہیں۔

اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت میں ہر حرف پر دس نیکی کا ثواب ملے گا' حدیث قدسی پر نہیں۔

جن محدثین عظام کے مجموعوں سے یہ احادیث قدسیہ ماخوذ ہیں ان کے مختصر حالات درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام مالکؒ

امام ابو عبداللہ مالک بن انس اصبحی جو امام دارالہجرت کے لقب سے معروف ہیں ۹۵ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ ہی میں ۱۷۹ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

آپ حدیث و فقہ میں امام کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر امام شامل ہیں۔ فقہ مالکی کی نسبت آپ ہی کی طرف ہے اور متعدد اہل علم آپ کی کتاب موطا کو حدیث کی سب سے مستند کتاب مانتے ہیں۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریب ہے کہ لوگ علم کی طلب میں دور دراز کے سفر طے کریں اور انھیں مدینہ کے عالم سے بڑا کوئی عالم نہ ملے"۔ علما نے اس حدیث کا مصداق امام مالکؒ ہی کو قرار دیا ہے۔

امام مالکؒ علم کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے۔ آپ جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے اور نہایت پر وقار انداز میں بیٹھتے، خوشبو بھی لگا لیتے۔ آپ کی شخصیت بڑی بارعب تھی۔

یحیٰی بن سعید قطان کہتے ہیں کہ لوگوں میں مالکؒ سے زیادہ حدیث کا صحیح علم کسی کے پاس نہیں۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ جب علما کا ذکر کیا جائے تو امام مالک کی حیثیت ستارہ کی ہو گی۔

آپ کے استغنا و استقامت کا یہ حال تھا کہ جبری طلاق کے باطل ہونے کے بارے میں حدیث بیان کرنے پر عباسی خلیفہ منصور نے آپ پر پابندی لگا دی لیکن آپ نے خاموشی اختیار نہیں کی اور برسرِ عام کہتے رہے کہ مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ خلیفہ منصور نے آپ کو کوڑے لگوائے لیکن آپ کوڑے کھا کھا کر بھی اعلان حق سے باز نہیں آئے۔

خلیفہ ہارون رشید حج کے لیے گیا تو امام مالکؒ سے موطا سنی اور تین ہزار دینار پیش کیے اور کہا کہ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا چاہیے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں لوگوں کو پابند کر دوں کہ وہ صرف موطا پر عمل کریں۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ لوگوں کو صرف موطا پر عمل کرنے کا پابند بنانا مناسب نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپؐ کے بعد مختلف علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ اب ہر علاقے والوں کے پاس ان صحابہ کرامؓ کی روایت کی ہوئی حدیثیں موجود ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری

امت کا اختلاف رائے رحمت ہے۔ اب رہی آپ کے ساتھ چلنے کی بات تو میں مدینہ منورہ پر پوری دنیا کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ آپ کے دینار موجود ہیں' انھیں لے جائیے۔

مدینہ منورہ کے احترام کا یہ حال تھا کہ آپ وہاں سواری پر چڑھنا بھی اپنے لیے خلاف ادب سمجھتے تھے۔

۲۔ امام بخاریؒ

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بروزبہ جعفی بخاری جمعہ کے دن ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں عید کی رات میں انتقال فرمایا۔

آپ نے حدیث حاصل کرنے کے لیے دور دراز کے سفر کیے اور بہت سے محدثین سے علم حاصل کیا جن میں امام احمدؒ بن حنبل اور یحییٰ بن معین جیسے جلیل القدر محدثین شامل ہیں۔ آپ سے علم حدیث حاصل کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ فیربری کہتے ہیں کہ بخاری کی کتاب ۹۰ ہزار لوگوں نے سنی۔

امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے صحیح بخاری میں چھ لاکھ روایتوں میں سے انتخاب کیا ہے اور اس میں ہر حدیث لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

آپ جب بغداد پہنچے تو وہاں کے حدیث کے علما نے آپ کا امتحان لینا چاہا۔ انھوں نے دس افراد کو تیار کیا اور سو حدیثیں متن و سند میں رد و بدل کر کے ان سے سوال کرایا۔ آپ ان میں سے ہر حدیث سن کر یہی کہتے رہے کہ میں نہیں جانتا۔ پھر ان کی ساری حدیثیں سننے کے اور آپ نے ترتیب وار ایک ایک حدیث کا اصل متن و سند بیان کر دی تب لوگوں کو آپ کی زبردست قوت حافظہ کا یقین ہو گیا۔

آپ کی کتاب صحیح بخاری کو عام طور پر حدیث کی سب سے مستند کتاب تسلیم کیا جاتا ہے۔

۳۔ امام مسلمؒ

امام ابو الحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ۲۰۴ھ (ایک روایت کے مطابق ۲۰۶ھ) میں پیدا ہوئے اور رجب ۲۶۱ھ میں ۵۷ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ آپ کا شمار انتہائی جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ نے علم حدیث کے حصول کے لیے حجاز، عراق اور مصر وغیرہ کے سفر کیے اور امام احمدؒ بن حنبل اور اسحاقؒ بن راہویہ جیسے جلیل القدر محدثین سے علم حاصل کیا۔ لوگوں نے آپ سے بڑی تعداد میں استفادہ کیا۔ اپنے زمانے میں آپ کا مرتبہ سارے محدثین سے بلند مانا جاتا تھا۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ آپ امام بخاری کے نقش قدم پر چلے۔ امام مسلم کا کہنا ہے کہ انھوں نے تین لاکھ احادیث میں سے اپنا یہ مجموعہ منتخب کیا ہے۔ حافظ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے کہ روئے زمین پر علم حدیث میں صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔

۴۔ امام ابوداوٗدؒ

امام سلیمان بن الاشعث بن اسحاق اسد بجستانی ۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور شوال ۲۷۵ھ میں بصرہ میں انتقال ہوا۔

آپ نے علم حصول کے لیے بہت سے سفر کیے اور عراق، شام، مصر اور خراسان کے علما سے حدیثیں سیکھیں۔ آپ کے اساتذہ میں امام احمد حنبلؒ اور قتیبہ بن سعید جیسے جلیل القدر محدثین شامل ہیں۔ آپ نے بہت سے شاگرد چھوڑے جن میں امام نسائی خاص طور پر قابل زکر ہیں۔

آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں۔ سب سے مشہور یہی سنن ابی داؤد ہے جسے آپ نے امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے بھی پیش کیا تھا اور انھوں نے اس کی تحسین فرمائی تھی۔

امام ابوداوٗد کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ لاکھ حدیثیں نقل کی تھیں۔ ان میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں منتخب کر کے یہ کتاب مرتب کی۔ آپ علم اور زہد و تقویٰ کے بلند مرتبے پر فائز تھے۔

خطابی کا قول ہے کہ علم دین میں سنن ابی داؤد جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اسے قبول عام حاصل ہوا۔

ابن اعرابی کا کہنا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن کریم کے علاوہ صرف یہ کتاب سنن ابی داؤد ہو تو اسے پھر کسی اور کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ جب امام ابو داؤد نے یہ کتاب مرتب کی تو حدیث ان کے لیے اسی طرح نرم کردی گئی تھی جیسے حضرت داؤدؑ کے لیے لوہا نرم کردیا گیا تھا۔

۵۔ امام ترمذیؒ

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی ۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳ رجب ۲۷۹ھ میں ترمذ میں انتقال فرمایا۔

آپ کا شمار محدثین عظام میں ہوتا ہے۔ آپ نے قتیبہ بن سعید' محمد بن بشار اور علی بن حجر جیسے جلیل القدر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ایک بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ نے علم حدیث میں متعدد کتابیں مرتب فرمائیں جن میں سب سے ممتاز اور مفید جامع ترمذی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب حجاز' عراق اور خراسان کے محدثین کے سامنے پیش کی اور سب نے اس کی تحسین کی۔

۶۔ امام نسائیؒ

امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن بحر نسائی ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ھ میں مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ اس جلیل القدر محدث نے امام ابوداؤد' قتیبہ بن سعید اور اسحاق بن ابراہیم جیسے ائمہ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا اور بہت بڑی تعداد کو فائدہ پہنچایا۔ آپ نے علم حدیث میں متعدد کتابیں مرتب فرمائیں۔ آپ نہایت متقی و پرہیزگار شخص تھے۔

ابن عمر حافظ کہتے ہیں امام نسائی اپنے زمانہ میں علم حدیث میں سب سے ممتاز تھے۔

حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل میں آپ نے ایک کتاب "خصائص" کے نام سے لکھی تھی اور دمشق میں اسی بنیاد پر انھیں آزمائش کا بھی سامنا کرنا پڑا، جس کے سبب آپ کی شہادت ہوئی۔

۷۔ امام ابن ماجہؒ

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی قزوینی ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور رمضان ۲۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ کی کتاب "سنن ابن ماجہ" چار ہزار منتخب احادیث کا مجموعہ ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر اور تاریخ میں بھی آپ کی اہم تصنیفات ہیں۔ علم حدیث میں آپ کو خصوصی مہارت حاصل تھی اور اس کے حصول کے لیے آپ نے عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکرمہ مکرمہ اور شام و مصر وغیرہ دور دراز مقامات کے سفر کیے تھے۔

موطا امام مالکؒ کو چھوڑ کر موخر الذکر چھ کتابیں ہی صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔

امید ہے کہ اردو داں حضرات احادیث قدسیہ کے اس مرتب شدہ جامع مجموعہ سے کماحقہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم سے اسے عام استفادہ کا ذریعہ بنائے۔

وما توفیقی الا باللہ

جامع الہدیٰ
سید احمد شہید نگر
اوبتا ضلع رائے بریلی

ابو مسعود
یکم ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

باب - ا

عظمت الٰہیہ

ترتیب

ذکر الٰہی کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں گھوم پھر کر اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ جب انھیں کچھ ایسے لوگ ملتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں یہاں آؤ! (تم جس چیز کی تلاش میں ہو وہ یہاں ہے)۔ چنانچہ وہ نچلے آسمان تک اپنے بازو پھڑپھڑاتے ہوئے ذکر کرنے والوں کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: ان کا رب ان سے دریافت کرتا ہے --- حالانکہ وہ ان کے بارے میں زیادہ جانتا ہے --- میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں آپ کی تکبیر و تسبیح کر رہے ہیں اور آپ کی حمد اور بڑائی بیان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں خدا کی قسم انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر انھوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو کیا ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے آپ کو دیکھا ہوتا تو زیادہ شدت سے آپ کی عبادت میں لگ جاتے اور آپ کی تعریف' بڑائی اور پاکی بیان کرنے میں زیادہ مشغول ہو جاتے۔

اللہ دریافت فرماتے ہیں کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: وہ آپ سے جنت کے طلب گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں' خدا کی قسم انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر انھوں نے اسے دیکھا ہوتا تو کیا ہوتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اگر انھوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا شوق اور شدید ہو جاتا اور اس کی طلب اور بڑھ جاتی۔

اللہ فرماتے ہیں: وہ پناہ کس چیز سے چاہتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جہنم سے۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انھوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں' خدا کی قسم انھوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں: اگر انھوں نے اسے دیکھ لیا ہوتا تو کیا حال ہوتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر انھوں نے اسے دیکھ لیا ہوتا تو اس سے زیادہ شدت

سے ڈرتے اور بھاگتے۔

تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انھیں بخش دیا۔ تب ان میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ذکر کرنے والوں میں فلاں شخص شامل نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں آگیا تھا۔ اللہ فرماتے ہیں: وہ ہم مجلس تھے اور ان کا ہم نشیں محروم نہیں ہو سکتا۔ (صحیح بخاری - حدیث ۶۰۴۵)

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

حضرت ابو اسحاق' اغرابی مسلم سے' حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ ہی سب سے بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ (اللہ کے سوا کوئی یکتا معبود نہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی یکتا معبود نہیں۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں) تو اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی بھی میرا شریک ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ الملک ولہ الحمد (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی ساری بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے) تو اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی ساری بادشاہت ہے اور میرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ تو اللہ فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں اور (برائی سے) روکنے کی صلاحیت اور (بھلائی کی) طاقت صرف مجھی سے ملتی ہے۔

ابو اسحاق کہتے ہیں کہ پھر اغرابی مسلم نے کوئی بات فرمائی جسے میں نہیں سمجھ سکا تو میں

نے ابو جعفر سے پوچھا کہ کیا فرمایا؟ انھوں نے جواب دیا: "موت کے وقت جس کو اس ذکر کی دولت نصیب ہوئی اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی (یعنی اللہ اس کی بدولت جہنم سے بچادیں گے)۔ (ابن ماجہ - حدیث ۳۷۹۴)

حمد کرنے والوں کا مرتبہ

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ خدا کے بندوں میں سے کسی بندے نے کہا "اے میرے رب! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے، ایسی تعریف جو تیری جلالت شان اور تیری عظمت اقتدار کے مطابق ہونی چاہیے"۔ دونوں فرشتے مشکل میں پڑ گئے اور ان کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ (اس کا کتنا ثواب) لکھیں تو دونوں آسمان پر گئے اور عرض کیا اے ہمارے رب! آپ کے بندے نے ایک جملہ کہا ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کیسے لکھیں۔ اللہ نے فرمایا --- حالانکہ وہ بندے کی بات کے بارے میں زیادہ جانتا تھا --- کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتوں نے عرض کیا کہ اس نے یہ کہا کہ "اے میرے رب تیرے ہی لیے سب تعریف ہے، ایسی تعریف جو تیری جلالت شان اور عظمت اقتدار کے مطابق ہونی چاہیے"۔ اللہ نے فرمایا میرے بندے نے جیسے کہا ہے ویسے ہی لکھ لو۔ جب وہ میرے پاس آئے گا تب میں اس کی جزا اسے دوں گا۔ (ابن ماجہ - حدیث ۳۸۰۱)

کثرت استغفار

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ (پاک ہے اللہ اور اسی کے لیے سب تعریف ہے میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اسی سے توبہ کرتا ہوں) کثرت سے فرمایا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، میں دیکھتی ہوں کہ آپ یہ ذکر (سبحان اللہ وبحمدہ

استغفر اللّٰہ واتوب الیہ) کثرت سے فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھے خبر دی کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا۔ جب میں نے وہ نشانی دیکھ لی تو یہ ذکر (سبحان اللّٰہ وبحمدہ استغفر اللّٰہ واتوب الیہ) کثرت سے کرنے لگا۔ وہ نشانی ہے سورہ النصر' اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ (جب خدا کی مدد اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے' وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے) (صحیح مسلم حدیث ۲۲۰' کتاب الصلوٰۃ)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں اللھم اغفرلی (یااللہ میری مغفرت فرما) زیادہ ہے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الفتح کی ہدایت کے مطابق یہ ذکر فرمایا کرتے تھے اور رکوع و سجود میں بھی فرماتے تھے۔

موت کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ وابن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن سب کے سامنے میری امت کے ایک شخص کو چھٹکارا دیں گے۔ اس کے ننانوے رجسٹر کھولے جائیں گے۔ ہر رجسٹر تاحد نظر پھیلا ہوا ہو گا۔ اللہ فرمائیں گے: کیا تم اس سے انکار کرتے ہو؟ کیا میرے یاد رکھنے والے لکھنے والے (فرشتوں) نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے؟ وہ عرض کرے گا: نہیں میرے رب اللہ۔ فرمائیں گے: تم کوئی عذر پیش کر سکتے ہو؟ وہ عرض کرے گا: نہیں میرے رب اللہ۔ فرمائیں گے کیوں نہیں' تمہارے پاس ایک نیکی ہے اور تم پر آج کوئی ظلم نہیں ہو گا تب ایک نامہ نکالا جائے گا جس میں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ لکھا ہو گا۔ اللہ فرمائیں گے: جاؤ دیکھو (تمہارے اعمال) تولے جا رہے ہیں۔ وہ عرض کرے گا: اتنے سارے رجسٹروں کے سامنے اس نامہ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائیں گے: تم پر

ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تب ایک پلڑے میں وہ رجسٹر رکھے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں وہ نامہ' رجسٹروں کا پلڑا اٹھ جائے گا اور نامہ کا پلڑا نیچے جھک جائے گا کیونکہ اللہ کے نام کے ساتھ کوئی شے (وزن میں) زیادہ بھاری نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی 'کتاب الایمان' حدیث ۲۶۴۱)

ابن ماجہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ اس سے دریافت فرمائیں گے کیا تمہارے پاس کوئی نیکی ہے؟ وہ شخص خوفزدہ ہو جائے گا اور عرض کرے گا نہیں۔ تب اللہ فرمائیں گے کیوں نہیں' تمہارے پاس نیکیاں ہیں اور آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔

ذکر خدا اور خوف خدا

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "جہنم کی آگ سے اس شخص کو نکال لو جس نے مجھے کسی دن بھی یاد کیا یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا"۔ (ترمذی' حدیث ۲۵۹۷)

رحمت الٰہی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنی کتاب میں لکھا اور یہ کتاب ان کے پاس عرش پر ہے کہ "میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے"۔ (بخاری 'کتاب التوحید' حدیث ۴۹۴۹)

اسی مفہوم کی روایتیں مسلم و ابن ماجہ میں بھی منقول ہیں۔

دعائے نیم شبی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر رات کو جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے اللہ سب سے نچلے آسمان پر نزول فرماتے

ہیں (یعنی دعا کرنے والوں کے لیے قبولیت اور مہربانی کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے) اور فرماتے ہیں: کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی پکار کا جواب دوں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ اس کی مغفرت کر دوں؟ (اور ایک روایت کے مطابق) کون ہے جو غیر محتاج و غیر ظالم (یعنی اللہ) کو (صدقہ و نماز روزہ و ذکر وغیرہ طاعتوں کا) قرض پیش کرتا ہے؟ (رحمت خداوندی کا یہ) سلسلہ طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔ (بخاری' کتاب الدعوات' حدیث ۵۹۴۲)

مسلم ترمذی اور ابوداؤد نے بھی اس مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

خوف الٰہی

حضرت عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے رب کو بھیڑوں کا وہ چرواہا بہت پسند آتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میرے اس بندے کو دیکھو' اذان دے رہا ہے اور نماز قائم کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کی مغفرت کر دی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (نسائی' باب الاذان لمن یصلی وحدہ' جلد ۲)

اللہ کا خوف' مغفرت کا سبب

جناب ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ عقبہ بن عمرو نے حضرت حذیفہؓ سے کہا کہ کیا آپ ہم سے وہ نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دجال جب نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوں گے۔ لوگ جسے آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہو گا اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہو گی۔ تو جو تم میں سے اس صورت حال سے دوچار ہو وہ اسی میں ہاتھ ڈالے جو اسے آگ نظر آتی ہو کیونکہ وہ میٹھا پانی

ہو گا۔ (ایک دوسری روایت کے مطابق پانی اور آگ کے بجائے جنت و جہنم جیسی چیزیں ہوں گی)۔ حضرت حذیفہؓ نے مزید بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا۔ جب فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو اس سے کہا گیا کہ کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی کی ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ کہا گیا غور سے یاد کرو اس نے کہا مجھے کچھ علم نہیں۔ ہاں میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا تو خوش حال کو مہلت دے دیا کرتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کر دیا کرتا تھا۔ تب اللہ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔

حضرت حذیفہؓ نے مزید بیان کیا کہ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کی موت کا وقت آگیا۔ جب وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور کہا (ایک روایت کے مطابق میں نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا اور اگر میری لاش مل گئی تو اللہ مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہ دیا ہو گا اس لیے) جب میں مر جاؤں تو خوب ساری لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا دینا (اور اسی میں مجھے ڈال دینا) اور جب میرا گوشت جل کر ختم ہو جائے اور ہڈیاں جل جائیں تو ہڈیوں کو لے کر پیس ڈالنا اور جس دن تیز ہوا چلے اسے دریا میں اڑا دینا۔ گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اللہ نے اس کے جسم (کے سارے حصوں کو) جمع کیا اور اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا (یااللہ) آپ کے ڈر کی وجہ سے۔ تب اللہ نے اس کی مغفرت کر دی (ایک روایت کے مطابق وہ شخص قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا) (بخاری '۳۴۴۶)۔

اسی مفہوم کی روایتیں مسلم' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہیں۔

مغفرت طلبی

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ فرماتے ہیں اے ابن آدم! اگر تو نے مجھ سے دعا کی اور امید لگائی تو میں تیرے (سارے گناہوں کو) معاف کر دوں گا اور پرواہ نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم!

اگر تیرے گناہ آسمان کے کناروں تک پہنچ جائیں اور تو نے مجھ سے مغفرت کی درخواست کی تو میں تیری مغفرت کر دوں گا اور پرواہ نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے برابر خطا کاریاں لے کر میرے پاس آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کوئی شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے زمین کی وسعتوں کے برابر مغفرت عطا کر دوں گا۔ (ترمذی۔ حدیث ۲۵۴۴)

گناہوں سے درگزر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی بندے نے کوئی گناہ کیا تو کہا اے میرے رب! میں نے ایک گناہ کر لیا ہے مجھے معاف کر دے۔ اس کے رب نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے (کا گناہ) معاف کر دیا۔ پھر وہ کچھ دن تک (جب تک اللہ نے چاہا) رکا رہا۔ پھر کوئی گناہ ہو گیا' تب پھر اس نے کہا' اے میرے رب! مجھ سے دوسرا گناہ سرزد ہو گیا' اسے معاف کر دے۔ پھر اللہ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ وہ بندہ پھر کچھ دن تک (جب تک اللہ نے چاہا) رکا رہا۔ پھر اس نے (تیسری بار) گناہ کر لیا۔ اس نے کہا اے میرے رب' مجھ سے پھر گناہ سرزد ہو گیا۔ مجھے معاف کر دے۔ اللہ نے فرمایا کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو تین بار معاف کر دیا' وہ جو چاہے کرے۔ (بخاری' کتاب التوحید۔ حدیث ۷۰۶۸)

مسلم نے بھی اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک تمام گناہوں سے توبہ کرنا فوراً واجب ہو جاتا ہے۔ توبہ کی شرائط میں گناہ پر ندامت و شرمندگی اور دوبارہ اسے نہ کرنے کا عزم شامل ہے اور جب شرائط کی تکمیل کے ساتھ صحیح توبہ کر لی پھر دوبارہ گناہ سرزد ہو گیا تو اس کی توبہ باطل نہیں ہو گی' نیا گناہ ہی لکھا

جائے گا' چاہے ایسا بار بار ہی کیوں نہ واقع ہو جائے۔

توبہ پر پسندیدگی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان (مغفرت کی امید) کے پاس ہی ہوتا ہوں اور وہ جہاں بھی مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ رسول اللہ فرماتے ہیں---- خدا کی قسم اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جتنا تم میں سے کوئی بے آب و گیاہ میدان میں اپنے گمشدہ جانور کو پا کر خوش ہوتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جو میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف پیدل کی رفتار سے آتا ہے تو میں اس کی طرف تیزگامی سے بڑھتا ہوں۔ (مسلم- حدیث ۲۶۷۵)

ظلم و ستم کی ممانعت

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام کر رکھا ہے اور اسے تمہارے درمیان باہم بھی حرام قرار دیا ہے اس لیے باہم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو مجھ سے ہدایت چاہو' میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا طلب کرو' میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں کپڑے پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ معاف کرتا ہوں تو تم مجھ سے معافی طلب کرو' میں تمہیں معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! نہ تو تم میں مجھے نقصان

پہنچانے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے کہ تم مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ تم میں مجھے نفع پہنچانے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے کہ مجھے نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور آخری آدمی اور تمہارے انسان و جن (سب کے سب) تمہارے سب سے متقی شخص کے دل کی طرح ہو جائیں تو بھی اس سے میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تم میں سے پہلا اور آخری آدمی اور تمہارے انسان و جن (سب کے سب) تمہارے سب سے برے آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں اس سے کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تم میں سے پہلا اور آخری آدمی اور تمہارے انسان و جن (سب کے سب) کسی ایک میدان میں کھڑے ہو جائیں اور مجھ سے اپنی اپنی خواہش کے مطابق مانگیں اور میں ہر انسان کو اس کی مانگ (کے مطابق) دے دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس میں سے اس سے زیادہ کم نہیں ہو گا جتنا ایک سوئی اگر سمندر میں ڈال (کر نکال) لی جائے تو اس سے (سمندر کا پانی) کم ہو گا۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنھیں میں تمہارے لیے شمار کرتا ہوں اور تمہیں (ان کی جزا) پوری پوری دیتا ہوں۔ تو جو بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرے۔ (مسلم - حدیث ۲۵۷۷)

قدرت بے پایاں

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو' سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو مجھ سے ہدایت مانگو' میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ تم سب فقیر ہو سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں تو مجھ سے مانگو' میں تمہیں رزق دوں گا۔ اور تم سب گناہ گار ہو' سوائے اس کے جسے میں بچالوں تو تم میں جو یہ جانے کہ میں معاف کرنے پر قدرت رکھتا ہوں اور اس نے مجھ سے معافی چاہی تو میں اسے معاف کر دیتا ہوں اور کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اگر تمہارا پہلا اور آخری آدمی اور زندہ و مردہ اور خشک و تر (سب کے سب) میرے بندوں

میں سے سب سے متقی شخص کے قلب کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کسی مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہارا پہلا اور آخری آدمی اور زندہ و مردہ اور خشک و تر (سب کے سب) میرے بندوں میں سب سے بدبخت شخص کے قلب کی طرح ہو جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کسی مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔ اگر تمہارا پہلا اور آخری آدمی اور زندہ و مردہ اور خشک و تر (سب کے سب) ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور تم میں سے ہر انسان اپنی آخری درجہ کی تمنا مانگے اور میں تم میں سے ہر مانگنے والے کا سوال پورا کر دوں' تو اس سے میری بادشاہت میں اس سے زیادہ کمی نہیں ہو گی جتنا اگر تم میں سے کوئی سمندر سے گزرے اور اس میں ایک سوئی ڈبو کر نکال لے۔ اس لیے کہ میں سخاوت والا اور بڑائی والا ہوں' جو چاہتا ہوں' کرتا ہوں۔ میری نوازش بات (سے زیادہ دیر نہیں لگاتی) ہے اور میرا عذاب بات (سے زیادہ دیر نہیں لگاتا) ہے۔ میرا معاملہ تو یہ ہے کہ جب میں (کسی چیز کا) ارادہ کرتا ہوں تو اس سے کہہ دیتا ہوں ہو جا' تو وہ ہو جاتی ہے۔ (ترمذی - حدیث ۲۴۹۷)

ابن ماجہ نے بھی اس مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔

عظمت الٰہی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے' اور عظمت میرا لباس ہے۔ جو ان دونوں چیزوں میں میرا شریک بننے کی کوشش کرے گا اسے میں جہنم میں پھینک دوں گا۔ (ابوداؤد - حدیث ۴۰۹۰)

مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی اسی مفہوم کی روایتیں منقول ہیں۔

شرک سے بے نیازی

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو بھی میرے ساتھ شریک کیا جاتا ہے میں ان سب سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں--- جس نے بھی کوئی کام کیا اور اس میں میرے علاوہ کسی کو شریک کر لیا تو اس شخص کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (ابن ماجہ - حدیث ۴۲۰۲)

ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں تمام شرکاء کے مقابلہ میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں تو جس نے کوئی کام کیا اور اس میں میرے علاوہ کسی دوسرے کو شریک کر لیا تو اس سے بری الذمہ ہوں اور وہ عمل اسی کے لیے ہے جسے اس نے شریک ٹھہرایا۔

دوسری روایت حضرت ابو سعدؓ بن ابو فضالہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن، جس دن میں کوئی شک نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے لوگوں کو جمع فرمائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا جس نے کسی ایسے عمل میں جو اس نے اللہ کے لیے کیا تھا کسی اور کو شریک ٹھہرایا تھا تو وہ اس کا ثواب (اسی) غیراللہ سے طلب کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمام شرکاء) کے مقابلہ میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہیں۔ (ابن ماجہ - حدیث ۴۲۰۳)

ڈرنے کے لائق صرف اللہ

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (المدثر - ۵۶) "وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہیے (وہی ہے) جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتا ہے"۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں ہی اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں ٹھہرایا جاتا۔ تو جو بھی اس بات سے ڈرا کہ میرے ساتھ کوئی

دوسرا معبود بنائے تو یہ میرے اختیار میں ہے کہ اس کی مغفرت کر دوں۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۴۲۹۹)

فضل بے بہا

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ابن آدم! دو چیزیں ایسی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی تمہاری نہیں تھی۔ میں نے تمہارے مال میں سے اس وقت تمہارا حصہ بنا دیا جب میں نے تمہارا گلا پکڑا تاکہ تمہیں اس کے ذریعہ پاک و صاف کر دوں۔ (یعنی زکوٰۃ کے ذریعہ تمہارے مال کو پاک کر دوں' اور تمہاری موت کے بعد تمہارے لیے میرے بندوں کی دعائیں (جو تمہاری مغفرت اور درجات کی بلندی میں مددگار ہوں گی)۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۲۷۱۰)

نصف شعبان کی شب میں خصوصی رحمت

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جب نصف شعبان کی رات (پندرھویں رات) آئے تو اس رات میں نمازیں پڑھو اور اس دن میں روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی نچلے آسمان پر نزول فرماتے ہیں' اور فرماتے ہیں: ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کر دوں؟ ہے کوئی رزق چاہنے والا کہ میں اسے رزق دوں؟ ہے کوئی بیمار و مصیبت زدہ کہ میں اسے (اس کی بیماری و مصیبت سے) نجات دوں۔ ہے کوئی؟ ہے کوئی؟ (اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

صاحب زوائد نے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ابن ابی بسرہ (ابوبکر بن عبداللہ بن محمد ابی بسرہ) ضعیف ہے اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ وہ حدیث گھڑتا تھا۔ (ابن ماجہ باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان' جلد ا' ص ۲۱۷' حدیث ۱۳۸۸)

باب ۔ ۲

عقائد

ترتیب

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ میرے بارے میں (نیک اعمال قبول کرنے اور مغفرت کرنے کا) جو گمان رکھتا ہے میں اس کے گمان کے پاس ہی ہوتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے (میری رحمت و توفیق اور ہدایت و عنایت کے ساتھ) یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف آہستہ روی سے آتا ہے تو میں اس کی طرف تیز گامی سے آتا ہوں (یعنی تھوڑی سی اطاعت پر زیادہ ثواب دیتا ہوں)۔ (بخاری' کتاب التوحید - حدیث ۷۴۰۵)

مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

اللہ سے قرب کا ذریعہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے کسی دوست (ولی) کے ساتھ دشمنی کی میں نے اس کے ساتھ اعلان جنگ کیا۔ میرے لیے اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں کہ میں نے اپنے بندے پر جو کچھ فرض کیا ہے (اس کی بجاآوری کے ذریعہ) وہ مجھ سے قربت حاصل کرے۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ برابر مجھ سے قربت حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اور اس کی نگاہ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا

ہے' اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دوں گا۔ میں جس چیز کو کرنے والا ہوتا ہوں اس کے سلسلے میں مجھے کبھی ویسا تردد نہیں ہوتا جیسا کہ اپنے مومن بندے کی روح (قبض کرنے) کے بارے میں تردد ہوتا ہے۔ وہ موت کو (شدید تکلیف کے پیش نظر) ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ برائی (جسم سے روح کی جدائی کے وقت کی شدید تکلیف اور زندگی کے بہت طویل ہونے کی صورت میں پیدا ہونے والی تکلیفوں) کو ناپسند کرتا ہوں۔ (بخاری' باب التواضع - حدیث ۶۱۳۷)

امام احمد کی ایک روایت میں اللہ تعالٰی کے ولی کے ساتھ دشمنی کرنے کی جگہ اسے تکلیف پہنچانے کا لفظ آیا ہے۔

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے جو اللہ تعالٰی کے ولی سے نفرت اور دشمنی کرتا ہے وہ گویا خود اللہ تعالٰی کی مخالفت کرتا ہے' اور جو اس سے محبت و دوستی کرتا ہے وہ خود اللہ تعالٰی سے محبت کی بنا پر ایسا کرتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالٰی پہلے کو برباد کر دیتا ہے اور دوسرے کو عزت دیتا ہے۔

زمانہ کو برا بھلا کہنا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالٰی فرماتے ہیں' ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے (جب) وہ زمانہ کو برا بھلا کہتا ہے۔ میں ہی زمانہ ہوں' میرے ہی ہاتھ میں معاملہ ہے اور میں ہی رات اور دن کی الٹ پھیر کرتا ہوں۔ (بخاری - حدیث ۴۵۴۹)

اسی مفہوم کی حدیثیں بخاری نے کتاب التوحید میں اور مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے بھی روایت کی ہیں۔ امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ اذیت پہنچانے کا مطلب ایسی بات کہنا ہے جس سے سننے والے مخاطب کو تکلیف ہو۔

میں ہی زمانہ ہوں کا مطلب یہ ہے کہ میں ہی زمانہ کا خالق ہوں اور میں اس میں پیش آنے والے

واقعات کا خالق ہوں۔ جس معاملہ کو انسان زمانہ کی طرف منسوب کرتا ہے وہ میرے ہی ہاتھ میں ہے۔ زمانہ کا کسی چیز پر کوئی اثر نہیں۔

تکذیب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابن آدم نے مجھے جھوٹا ٹھہرایا جبکہ اسے یہ حق حاصل نہیں تھا اور ابن آدم نے مجھے برا بھلا کہا جبکہ اسے یہ حق حاصل نہیں تھا۔ مجھے جھوٹا ٹھہرانا تو اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اسی حال میں نہیں لوٹائے گا جیسے پہلے پہل بنایا تھا (یعنی قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا)' جبکہ پہلی بار تخلیق کرنا دوبارہ اس کو دہرانے سے زیادہ آسان نہیں ہے۔ رہا اس کا مجھے برا بھلا کہنا' تو وہ اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا جبکہ میں یکتا و بے نیاز ہوں اور سب میرے محتاج ہیں۔ نہ میں نے کسی کو جنا' نہ مجھے کسی نے جنا اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہوا۔ (بخاری - حدیث ۴۴۹۰)

نسائی نے بھی اپنے سنن میں اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔

مومن و کافر' قول کے نتیجہ میں

حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور اس سے پہلے رات میں بارش ہو چکی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے) واپس ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں سے کچھ نے ایمان کی حالت میں صبح کی اور کچھ نے کفر کی حالت میں۔ جس نے کہا کہ خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی اس نے مجھ پر ایمان رکھا اور ستاروں کا انکار کیا' اور جس نے کہا کہ فلاں

فلاں ستارے کی بدولت بارش ہوئی' اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارے پر ایمان رکھا۔ (بخاری - حدیث ۹۹۱)

امام مالکؒ نے موطا میں اور نسائی نے سنن میں اسی مفہوم کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایک روایت میں بارش کی جگہ "کسی بھی نعمت" کا لفظ شامل ہے۔

تصویر کشی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح (کوئی شے) پیدا کرنے کا قصد کرے؟ ذرا وہ لوگ ایک چھوٹی سی چیونٹی یا گیہوں یا جو کا ایک دانہ ہی تو پیدا کر دیں۔ (بخاری - حدیث ۱۲۰۷)

بخاری نے اس حدیث کو کتاب اللباس میں بھی نقل کیا ہے اور مسلم نے بھی اسی موضوع کی حدیث روایت کی ہے۔

علمائے حدیث نے اس حدیث میں پیدا کرنے سے جاندار کا بت اور مجسمہ یا تصویر وغیرہ بنانا مراد لیا ہے۔ فوٹو کے مسئلہ میں فقہ کی کتابوں میں تفصیلات ملیں گی۔

شیطانی وسوسہ

حضرت انسؓ بن مالک سے ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری امت (کے لوگ) برابر سوال پر سوال کرتے رہیں گے کہ فلاں چیز کیا ہے؟ فلاں چیز کیوں ہے؟ یہاں تک کہ کہنے لگیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مخلوق کو پیدا کیا' پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ برابر سوال پر سوال کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ یہ سوال کیا جائے گا کہ مخلوق کو تو

اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا' تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جو اس طرح کی بات سنے' وہ یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ (مسلم کتاب الایمان - حدیث ۲۱۳)

حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس پہنچ کر یہ کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں چیز کا خالق کون ہے یہاں تک کہ (وہ یہ وسوسہ ڈالتا ہے) تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہیے اور وہیں رک جانا چاہیے۔

اپنے عمل پر ناز نہ کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمیوں میں باہمی بھائی چارہ تھا۔ ان میں سے ایک گناہ کیا کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہتا تھا۔ عبادت میں کوشاں شخص جب دوسرے شخص کو گناہ کرتے دیکھتا تو کہتا کہ باز آ جاؤ۔ اس نے جواب دیا: میرا معاملہ میرے رب پر چھوڑ دو۔ کیا تمہیں میرے اوپر نگراں بنا کر بھیجا گیا ہے؟ پہلے شخص نے کہا: خدا کی قسم خدا تمہیں معاف نہیں کرے گا یا خدا تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ دونوں کی روحیں قبض کی گئیں اور دونوں رب العالمین کے پاس اکٹھا ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے (عبادت میں کوشاں شخص سے) فرمایا: کیا تمہیں میرے بارے میں علم تھا؟ یا کیا تو میرے اختیار پر قدرت رکھتا تھا؟ پھر (اللہ تعالیٰ نے) گناہ گار سے فرمایا: جاؤ میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ اور دوسرے کے لیے حکم فرمایا کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم (عبادت میں کوشاں شخص نے) ایک جملہ ایسا کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت برباد کر کے رکھ دی۔ (ابوداؤد - حدیث ۴۹۰۱)

مسلم ہی میں جندبؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی نے یہ کہہ دیا کہ خدا کی قسم' اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون ہے جو میرے بارے میں یہ قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں شخص کی مغفرت نہیں کروں گا' میں

نے فلاں شخص کی مغفرت کر دی اور تمہارا (قسم کھانے والے کا) عمل رائیگاں کر دیا۔

محبت الٰہی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو پسند کرتے ہیں تو حضرت جبریلؑ کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں اس لیے تم بھی اس سے محبت کرو۔ تب حضرت جبریلؑ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتے ہیں اس لیے اس سے محبت کرو۔ تب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں (لوگوں کے دلوں میں) اس کی مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی سے نفرت کرتے ہیں تو حضرت جبریلؑ کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے نفرت کرتا ہوں اس لیے تم بھی اس سے نفرت کرو۔ تب حضرت جبریلؑ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اہل آسمان میں منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے نفرت کرتے ہیں۔ اس لیے تم بھی اس سے نفرت کرو۔ تب وہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں (لوگوں کے دلوں میں) اس سے نفرت عام کر دی جاتی ہے۔ (مسلم - حدیث ۲۶۳۷)

بخاری، مالک اور ترمذی نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کہاں ہیں میرے جلال کی وجہ سے باہم محبت کرنے والے؟ آج کے دن جب میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے میں انھیں اپنے سایہ میں پناہ دوں گا۔ (مسلم - حدیث ۲۵۶۶)

حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ایک شخص

ایک دوسری بستی میں اپنے ایک بھائی سے ملاقات کے لیے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ بھیجا جس نے دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ اس گاؤں میں میرا ایک بھائی ہے۔ اسی سے ملنے کا ارادہ ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ کیا تمہارا اس کے اوپر کوئی احسان ہے جس کا فائدہ تم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں' اس کے علاوہ کوئی بات نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا یہ پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے اسی طرح محبت فرماتے ہیں جس طرح تم نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی۔ (مسلم۔ حدیث ۲۵۶۷)

مسلم میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے لیے باہم محبت کرنے والوں' باہم مل کر بیٹھنے والوں' باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والوں اور باہم (جان و مال) خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہو گئی۔

(موطا میں ابو ادریس خولانی کی روایت سے یہ واقعہ درج ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک چمکتے دانتوں والا جوان شخص ہے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ ہیں (ایک روایت میں بیس اور ایک دوسری روایت میں تیس اشخاص کا ذکر ہے)۔ اگر ان میں کوئی اختلاف رائے ہوتا ہے تو اسی شخص سے رجوع کرتے ہیں اور اسی کی بات مان لیتے ہیں۔ میں نے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا تو کہا گیا کہ یہ معاذؓ بن جبل ہیں۔ دوسرے دن میں دوپہر کو وہاں حاضر ہوا تو دیکھا کہ معاذؓ پہلے ہی سے پہنچے ہوئے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ تب میں نے انتظار کیا یہاں تک کہ آپ نے نماز پوری کر لی۔ پھر میں آپ کے پاس سامنے سے آیا اور سلام کیا۔ پھر عرض کیا کہ خدا کی قسم! میں آپ سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ انھوں نے دریافت کیا کیا اللہ کے لیے میں نے عرض کیا (ہاں) اللہ تعالیٰ کے لیے۔ انھوں نے پھر دریافت کیا: کیا اللہ تعالیٰ کے لیے؟ میں نے عرض کیا (ہاں) اللہ تعالیٰ کے لیے۔ انھوں نے پھر دریافت کیا: کیا اللہ تعالیٰ کے لیے؟ میں نے عرض کیا (ہاں) اللہ تعالیٰ کے لیے۔ تب انھوں نے میری چادر کے جھالر کو پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا: تمھیں خوش خبری ہو۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے لیے باہم محبت کرنے والوں' باہم مل کر بیٹھنے والوں' باہم ایک دوسرے کی ملاقات کرنے والوں اور باہم خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہو گی۔ (طبرانی میں باہم سچ بولنے والوں کا بھی ذکر ہے)

ترمذی میں معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے (قیامت کے دن میدان حشر میں) نور کے (ایسے) منبر ہوں گے جن کی وجہ سے ان پر انبیا اور شہدا رشک کریں گے۔

اللہ سے ملاقات کی تمنا

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور وہ مجھ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہوں۔ (بخاری - حدیث ۷۰۶۳)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کیا اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتے ہیں اور جس نے اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کیا اللہ تعالیٰ اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا اس سے مراد موت کی ناپسندیدگی ہے؟ کیونکہ ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مومن کو جب اللہ کی رحمت و خوشنودی اور جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے' تب اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند فرماتے ہیں۔ اور کافر کو جب اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں۔ (مسلم - حدیث ۲۶۸۴)

مسلم میں ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول نقل ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ سے ملنے کی پسند اور ناپسند کا تعلق انسان کے دنیا میں آخری لمحات سے ہے۔

جنت صرف اہل ایمان کے لیے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرہ پر سیاہی اور گرد ہو گی۔ ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ میری بات ماننے سے انکار نہ کیجئے۔ آپؑ کے والد (آزر) کہیں گے کہ آج میں تمہاری بات ماننے سے انکار نہیں کروں گا۔ تب ابراہیم علیہ السلام درخواست کریں گے اے میرے رب' آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے' اور میرے والد کی اس سب سے زیادہ دوری سے بڑھ کر رسوائی کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے جنت کافروں کے لیے حرام کر رکھی ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ وہ (ابراہیم علیہ السلام) دیکھیں گے تو ایک بہت بالوں والا اور خون میں لتھڑا ہوا بجو نظر آئے گا' اسے ہاتھوں پیروں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری۔ حدیث ۳۱۷۲)

ابن منذر کی روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام یہ دیکھیں گے تو اظہار برات کریں گے کہ تم میرے باپ نہیں ہو۔ بجو سب سے بیوقوف جانور مانا جاتا ہے اور چونکہ آزر نے ابراہیم علیہ السلام (جو آپ کے لیے سب سے زیادہ مہربان تھے) کی نصیحت نہیں مانی اس لیے انھیں بجو سے تشبیہ دی گئی۔

یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ نہ بیٹے کا بلند مرتبہ باپ کے کام آ سکتا ہے اگر وہ مسلم نہ ہو (جیسے آزر کے معاملہ میں)' اور نہ باپ کا بلند مرتبہ بیٹے کے کام آ سکتا ہے' جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کے معاملہ میں ہوا۔

رائی بھر ایمان کی اہمیت

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل جہنم جہنم میں، تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، اسے (جہنم سے) نکالو۔ تب وہ (اس حال میں) نکلیں گے کہ جل کر سیاہ کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ انھیں دریائے حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر (از سرنو) بالیدگی آ جائے گی جیسے سیلاب کے کنارے دانہ لگتا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ زرد اور جھکا ہوا (نرم نرم) ہے۔ (بخاری)

اللہ کے فضل سے بے نیازی ممکن نہیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایوب علیہ السلام (ایک بار) جب کپڑے اتار کر نہا رہے تھے تو ان کے اوپر سونے کی ایک ٹڈی گری۔ ایوب علیہ السلام اسے اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی: کیا تم جو کچھ دیکھ رہے ہو اس سے میں نے تمھیں بے نیاز نہیں کیا۔ آپؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں، آپ کی عزت کی قسم، تاہم آپ کی برکت سے مجھے بے نیازی نہیں ہو سکتی۔ (بخاری- حدیث ۲۷۵)

غیر اللہ سے ڈرنا

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو حقیر کیسے سمجھے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی معاملہ دیکھتا ہے کہ اس میں اسے بولنا چاہیے، پھر وہ اس کے بارے میں نہیں بولتا۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمھیں کس چیز نے ایسا کہنے سے روک رکھا تھا۔ وہ عرض کرے گا لوگوں کا خوف۔ اللہ تعالیٰ

فرمائیں گے: میں اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تم ڈرتے۔ (یعنی خود ہدایت یافتہ رہنے کے لیے بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی ضروری ہے تاکہ ظالموں پر جو عذاب اور آزمائش نازل ہو اس کا مستحق وہ بھی نہ ہو جائے۔ ڈرنا تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے چاہیے نہ کہ لوگوں سے)۔ (ابن ماجہ - حدیث ۴۰۰۸)

منافقت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو دنیا کو دین کے نام پر کمائیں گے۔ لوگوں کے لیے (ظاہر میں تو) انتہائی نرمی کا رویہ رکھیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی (لیکن) ان کے دل بھیڑیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا وہ (اپنے اس مکر و فریب کے ذریعہ) مجھ سے دھوکہ بازی کر رہے ہیں؟ میرے اوپر انھیں جرات و جسارت ہو رہی ہے؟ میں خود اپنی قسم کھاتا ہوں کہ میں خود انھیں میں سے ان کے اوپر ایسی آزمائش بھیجوں گا جو ان میں سے بردبار (تک کو) حیران و ششدر کر دے گی۔ (ترمذی - حدیث ۲۴۰۶)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ ایسے پیدا کیے ہیں جن کی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں ہیں لیکن ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں۔ میں نے خود اپنی قسم کھا رکھی ہے کہ انھیں ایسی آزمائش میں ڈال دوں گا جو ان میں سے بردبار (تک) کو حیران و ششدر کر دے گی۔ کیا وہ مجھے دھوکہ دے رہے ہیں یا میرے اوپر ایسی جرات و جسارت کر رہے ہیں؟ (ترمذی- حدیث ۲۴۰۷)

بدعتی کے لیے سخت وعید

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عرفات میں فرمایا --- اور آپ اپنی چتکبری اونٹنی پر سوار تھے --- تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ کون سا مہینہ ہے؟ کون سا شہر ہے؟ (لوگوں نے عرض کیا) یہ حرمت والا شہر' حرمت والا مہینہ اور حرمت والا دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جان لو تمہارے اموال اور تمہارا خون تم پر اسی شہر' اسی مہینہ اور اسی دن کی حرمت و تقدس کی طرح حرام اور مقدس ہیں۔ جان لو میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو رہوں گا اور تمہاری کثرت کے تعلق سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ میرا چہرہ (اپنے سیاہ کاریوں سے) سیاہ نہ کر دینا۔ اور جان لو میں کچھ لوگوں کو بچاؤں گا اور کچھ لوگ مجھ سے بچا لیے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا یارب' یہ تو میرے پیروکار ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تمہیں نہیں معلوم انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئے شگوفے کھلائے تھے۔

باب ۔ ۳

معراج اور نماز

ترتیب

حدیث معراج

حضرت انسؓ بن مالک، حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور جبریلؑ نازل ہوئے، انھوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ وہ میرے سینے میں (بھر کر) خالی کر دیا۔ پھر سینے کو بند کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور پہلے آسمان پر لے گئے۔ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو جبریلؑ نے آسمان کے خازن (دربان) سے کہا کھولو۔ اس نے دریافت کیا: کون؟

جبریلؑ نے کہا: جبریلؑ، اس نے پوچھا: کیا آپ کے ساتھ کوئی اور ہے؟ جبریلؑ نے بتایا: میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا انھیں طلب کیا گیا ہے۔ جبریلؑ نے کہا: ہاں۔ جب اس نے (دروازہ) کھول دیا تو ہم پہلے آسمان پر پہنچے۔ وہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے دائیں طرف بھی کچھ لوگ تھے اور بائیں طرف بھی۔ جب وہ اپنے دائیں نگاہ ڈالتے تھے تو ہنسنے لگتے تھے اور جب بائیں نگاہ ڈالتے تھے تو رونے لگتے تھے۔ انھوں نے فرمایا: خوش آمدید صالح نبی اور صالح فرزند۔

میں نے جبریلؑ سے دریافت کیا: یہ کون ہیں۔ انھوں نے فرمایا: یہ آدمؑ ہیں اور یہ دائیں بائیں جو لوگ نظر آ رہے ہیں وہ ان کی نسل کے لوگوں کی روحیں ہیں۔ جو دائیں طرف ہیں وہ اہل جنت ہیں اور بائیں طرف والے اہل جہنم ہیں۔ جب وہ دائیں طرف نگاہ ڈالتے ہیں، تو ہنسنے لگتے ہیں اور جب بائیں نگاہ ڈالتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ (وہاں بھی) جبریلؑ نے کہا: (دروازہ کھولو۔ دربان نے پہلے آسمان والے دربان کی بات دہرائی۔ پھر (دروازہ) کھول دیا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ آپؐ نے آسمانوں میں حضرات آدمؑ، ادریسؑ، موسیٰؑ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو پایا۔ آپؐ نے ان کی منزلوں کا ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ یہ ذکر فرمایا کہ آپؐ نے آدمؑ کو پہلے آسمان پر اور ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان پر پایا۔

انسؓ کہتے ہیں جب حضرت جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر ادریسؑ کے پاس سے گزرے تو انھوں نے فرمایا' خوش آمدید صالح نبی و صالح برادر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ تو جبریلؑ نے فرمایا' یہ ادریسؑ ہیں۔ پھر جب میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) موسیٰؑ کے پاس سے گزرا تو انھوں نے فرمایا خوش آمدید صالح نبی و صلح برادر۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے فرمایا: یہ موسیٰؑ ہیں' پھر میں عیسیٰؑ کے پاس سے گزرا تو انھوں نے فرمایا: خوش آمدید صلح برادر و صلح نبی۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے فرمایا: یہ عیسیٰؑ ہیں۔ پھر میں ابراہیمؑ کے پاس سے گزرا تو انھوں نے فرمایا: خوش آمدید صالح نبی و صالح فرزند۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے فرمایا: یہ ابراہیمؑ ہیں۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے ابن حزم نے بتایا کہ ابن عباسؓ اور ابو حبہ انصاری بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا--- پھر مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں اس سطح تک پہنچا جہاں قلموں کی (چلنے کی) سرسراہٹ سن رہا تھا۔ ابن حزمؒ اور انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب اللہ تعالیٰ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ میں انھیں لے کر لوٹا یہاں تک کہ موسیٰؑ کے پاس سے گزرا۔ انھوں نے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا۔ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ انھوں نے فرمایا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ (فرض پورے) نہیں کر پائے گی۔ تب میں نے (اللہ تعالیٰ سے) رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ (نمازیں) کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰؑ کے پاس لوٹا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ نمازیں کم فرمادیں۔ انھوں نے کہا: اپنے رب سے (پھر) رجوع کیجئے' آپ کی امت یہ (فرض پورے) نہیں کر پائے گی۔ میں نے پھر (اللہ تعالیٰ سے) رجوع کیا' اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ نمازیں (مزید) کم فرمادیں۔ میں موسیٰؑ کے پاس لوٹا اور (انھیں بتایا) تو انھوں نے کہا: اپنے رب کے پاس واپس جایئے۔ آپ کی امت یہ (کم کی ہوئی تعداد بھی پوری) نہیں کر پائے گی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: (اب یہ) پانچ ہیں اور یہی پچاس (کے برابر اجر و ثواب میں ہیں)۔ میرے پاس بات نہیں بدلی جاتی۔ میں موسیٰؑ کے پاس لوٹا۔ انھوں نے کہا: اپنے رب سے (پھر) رجوع کیجئے۔ میں نے کہا مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔

پھر (جبریلؑ) مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گئے۔ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسے رنگوں نے ڈھک رکھا تھا جنھیں میں جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا تھے۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا وہاں لولو کی رسیاں تھیں اور اس کی مٹی مشک (کی طرح مہکتی) تھی۔

(بخاری، حدیث ۳۴۲، باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء)

امام قسطلانی کہتے ہیں کہ سدرۃ المنتہیٰ سب سے اونچے آسمان پر ہے اور اسے منتہیٰ اس لیے کہا گیا کہ فرشتوں کا علم وہیں تک جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس حد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے پار نہیں کیا، یا شہدا کی روحیں وہاں پہنچیں گی۔

ایک روایت میں حبائل اللولو (لوہے کی رسیوں) کی جگہ جنابذا اللولو (لولو کے گنبد) منقول ہے۔

مسلم میں (باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فرض الصلوۃ) میں انسؓ بن مالک کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس (معراج کے سفر کے لیے) براق لایا گیا یہ (براق) ایک جانور ہے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ہے اور اپنا (اگلا) قدم اپنی حد نگاہ پر رکھتا ہے۔ اس پر سوار ہو کر میں بیت المقدس آیا اور اسے اس زنجیر سے باندھ دیا جس سے انبیا باندھا کرتے تھے۔ پھر میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر جبریلؑ ایک برتن شراب سے بھرا ہوا اور ایک برتن دودھ سے بھرا ہوا لائے۔ میں نے دودھ والا برتن چن لیا۔ جبریلؑ نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔

اس روایت میں آسمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (پچھلی روایت میں مذکور انبیا کے علاوہ) یوسفؑ اور ہارون سے ملاقات کا بھی ذکر ہے۔ مزید یہ کہ حضرت ابراہیمؑ سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی تھی۔ آپؑ بیت معمور سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس (بیت معمور) میں روزانہ ستر ہزار فرشتے (عبادت کے لیے) داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ وہاں نہیں لوٹتے (دوسرے فرشتوں کی

باری آتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا)۔

اس روایت میں حضرت موسیٰؑ نے نمازوں کی تعداد میں تخفیف کرانے کی درخواست کا بار بار مشورہ یہ کہہ کر دیا کہ میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھا ہے' (اس لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی امت یہ ادا نہیں کر پائے گی)۔

نسائی (کتاب الصلوۃ) میں انسؓ بن مالک کی مالکؓ بن صعصعہ سے جو روایت منقول ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں حضرت موسیٰؑ کے پاس سے (سلام کے بعد) گزرا تو موسیٰؑ رونے لگے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا اے میرے رب! یہ لڑکا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جسے آپ نے میرے بعد مبعوث فرمایا' میری امت کے مقابلہ میں اس کی امت میں سے زیادہ تعداد میں اور افضل لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

نسائی کی دوسری روایت یزید بن ابی مالک کی انسؓ بن مالک سے ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں براق پر سوار ہو کر جبرئیلؑ کے ساتھ چلا تو (کچھ دور کے بعد) جبرئیلؑ نے کہا: اتریئے نماز پڑھ لیجئے۔ میں نے ایسا ہی کیا: جبرئیلؑ نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف ہجرت ہو گی (سواری چلی)۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا: اتریئے نماز پڑھ لیجئے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا: آپ کو معلوم ہے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طور سینا میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام فرمایا تھا (سواری چلی) پھر جبرئیلؑ نے کہا اتریئے نماز پڑھ لیجئے۔ میں نے ایسا ہی کیا' جبرئیلؑ نے کہا آپ کو معلوم ہے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے جہاں عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ وہاں انبیا علیہم السلام جمع ہوئے۔ جبرئیلؑ نے مجھے آگے بڑھا دیا اور میں نے انھیں نماز پڑھائی۔

اس روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (آگے چل کر) فرمایا: جب ہم سدرۃ المنتہیٰ پہنچ گئے تو مجھ پر سفید بادل سا چھا گیا اور میں سجدے میں گر پڑا۔ تب مجھ سے فرمایا گیا کہ میں (اللہ تعالیٰ) نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا' اسی دن تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کر دی تھیں۔ اب تم اور تمہاری امت اس پر عمل کرو۔

اسی روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے نمازوں کی تعداد میں تخفیف کا مشورہ دیتے وقت فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض کی تھیں، لیکن وہ (بنی اسرائیل) یہ بھی ادا نہیں کر سکے تھے۔

اسی روایت میں ہے کہ ہر بار نمازوں کی تعداد میں تخفیف دس (کی تعداد میں) کی گئی، اور آخری بار (جب تعداد پانچ رہ گئی) جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا کہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کی جگہ (اجر و ثواب کے اعتبار سے) ہیں تو میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ جان لیا کہ اب یہ بات آخری اور ناقابل تبدیلی ہے۔

سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ کا سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ پوری پائی گئی تو پوری لکھ لی جائے گی اور اگر کچھ کمی رہی تو (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) دیکھو اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں؟ (چنانچہ) فرض نمازوں کی کمی (ادائیگی اور کمال دونوں میں) نوافل سے پوری کی جائے گی۔ اسی طرح سارے اعمال (زکوٰۃ، روزہ اور حج وغیرہ) کے بارے میں ہو گا۔ (نسائی - جلد نمبر ۱، ص ۲۳۲)

نمازوں کی پابندی

حضرت ابو قتادہ بن ربعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے آپ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جس نے ان نمازوں کی ان کے اوقات پر پابندی کی اسے جنت میں داخل کر دوں گا اور جس نے ان کی پابندی نہیں کی اس کی میرے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

ام القرآن

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ام القرآن (سورۂ فاتحہ) جیسی کوئی چیز نہ تو توریت میں نازل فرمائی نہ انجیل میں۔ اور یہی سبع مثانی ہے اور یہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے' اور میرا بندہ جو کچھ بھی مانگے' اس کے لیے ہے۔ (نسائی - جلد نمبر۲' ص ۱۳۹)

نماز' اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہیں پڑھی تو وہ ناقص ہے' ناقص ہے' ناقص ہے۔ ابو ہریرہؓ سے کہا گیا کہ کبھی ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ اپنے دل میں پڑھ لو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز (یعنی سورۂ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور میرا بندہ جو بھی مانگے اس کے لیے ہے۔ جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ کے لائق ہیں جو ہر عالم کے پروردگار ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے الرحمٰن الرحیم (جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری ثنا کی۔ جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین (جو روز جزا کے مالک ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی۔ (اور ایک مرتبہ فرمایا) میرے بندے نے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین (ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے اعانت کی درخواست کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرا بندہ جو بھی مانگے اس کے لیے ہے۔ پھر جب بندہ کہتا ہے اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين (ہم کو سیدھا راستہ بتا دیجئے' ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام فرمایا' ان لوگوں کا نہیں جن پر آپ کا غضب کیا گیا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے بندے کے لیے ہے اور وہ جو بھی مانگے اس کے لیے ہے۔ (مسلم - حدیث ۳۹۵)

فجر اور عصر کی نمازوں کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان (لکھنے والے) فرشتے یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں۔ کچھ فرشتے رات میں اور کچھ فرشتے دن میں۔ (فرشتوں کی دونوں جماعتیں) نماز فجر میں اور نماز عصر میں اکٹھا ہوتی ہیں۔ پھر جن فرشتوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر (اللہ تعالیٰ کے پاس) چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتے ہیں (جبکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں) کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال پر چھوڑا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: ہم نے جب انھیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور جب ان کے پاس پہنچے تب بھی نماز پڑھ رہے تھے ایک دوسری روایت کے مطابق عصر کے بعد جو فرشتے اوپر جاتے ہیں ان سے بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی سوال فرماتے ہیں۔ (بخاری 'کتاب الصلوۃ - حدیث ۳۰۵۱)

چاشت کی نماز

حضرت ابودرداؓ اور حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم' دن کے شروع حصہ میں چار رکعتیں میرے لیے پڑھ لیا کرو (یعنی چاشت کی نماز جو سورج چڑھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے)۔ میں اس دن

کے آخر (تک کی برائیوں اور آفتوں سے بچانے) کے لیے تمہارے واسطے کافی ہو جاؤں گا۔
(ترمذی - حدیث ۴۷۵)

نماز کا انتظار

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ کچھ لوگ (نماز پڑھ کر) واپس چلے گئے اور کچھ لوگ (وہیں مسجد میں) رہ گئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے آئے' آپؐ کا سانس تیز ہو گیا تھا اور (ایک طرف سے کپڑے کا کنارہ پکڑنے کی وجہ سے) گھٹنے کھلنے لگے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو' تمہارے رب نے آسمان (رحمت) کے دروازں میں سے ایک دروازہ کھول دیا ہے اور وہ فرشتوں سے تمہاری وجہ سے فخر کا اظہار کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: میرے بندوں کو دیکھو' وہ ایک فرض ادا کر چکے ہیں اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ - حدیث ۸۰۱)

ایسے تین جنھیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے محبت کرتا ہے۔

۱۔ ایک آدمی کچھ لوگوں کے پاس آئے اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر طلب کرے' اپنے اور ان لوگوں کے درمیان کسی رشتہ و تعلق کے نام پر نہیں' اور وہ لوگ اسے منع کر دیں (لیکن ان لوگوں میں سے) ایک شخص ان لوگوں سے پیچھے ہٹ آئے اور اس (مانگنے والے) کو پوشیدہ طور پر دے اور سوائے اللہ تعالیٰ اور دیئے جانے والے شخص کے کوئی نہ جان سکے (کہ اس نے کیا دیا)۔

۲۔ کچھ لوگ رات میں سفر کرتے رہیں یہاں تک کہ جب نیند ان پر ہر چیز سے زیادہ

غالب آجائے تو وہ اتر کر لیٹ جائیں (لیکن) ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو جائے اور میری خوشنودی حاصل کرنے اور میری آیتیں تلاوت کرنے لگ جائے۔

۳۔ اور ایک ایسا آدمی جو کسی لشکر میں ہو اور دشمن سے مقابلہ ہو تو (لشکر کے لوگ) شکست کھا جائیں (لیکن) وہ شخص اپنا سینہ آگے کر کے بڑھتا رہے یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائے یا اسے فتح حاصل ہو جائے۔ (نسائی جلد ۳' ص ۲۵۷)

کفارات و درجات

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ میرے سامنے بہترین صورت میں جلوہ افروز ہوئے (یعنی خواب میں)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! (میں نے جواب دیا **لبیک ربی وسعدیک** اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ایک روایت کے مطابق) کیا تم جانتے ہو کہ ملا اعلیٰ (فرشتوں میں) میں کس بات پر بحث ہے۔ میں نے عرض کیا میرے رب مجھے نہیں معلوم۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر (ایک روایت میں گلے پر) رکھ دیا یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک مجھے سینے کے درمیان محسوس ہونے لگی اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میرے علم میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ! کیا تم جانتے ہو ملا اعلیٰ میں کس بات پر بحث ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کفارات کے بارے میں: اور کفارات یہ ہیں: مسجدوں میں نمازوں کے بعد ٹھہرنا (ایک روایت کے مطابق ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا)' جماعت کے لیے پیروں سے چل کر جانا' گراں محسوس ہونے والی حالتوں کے باوجود (جب وضو سے سخت تکلیف محسوس ہو) اچھی طرح وضو کرنا۔ جو ایسا کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی ہی کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے اس طرح (پاک و صاف) ہو گا جیسے اس دن جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا۔ اے محمدؐ! جب نماز پڑھو تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاِذَا اَرَدْتُ

بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔

"اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں نیکی کرنے' برائیاں چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت (کی توفیق) اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس اٹھالے"۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ درجات (کی بلندی) کے لیے یہ ہے: سلام کیا کرو' کھانا کھلایا کرو اور رات میں اس وقت نماز پڑھا کرو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (ایک روایت میں گفتگو میں نرمی اختیار کرنا بھی شامل ہے)۔

ترمذی ہی کی ایک دوسری روایت میں دعا اس طرح ہے:

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرْلِی وَتَرْحَمْنِی وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةَ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِی غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ۔

اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں نیکی کرنے' برائیاں چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے (کی توفیق) اور یہ کہ تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ کرے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اٹھالے۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت' جو تجھ سے محبت کریں ان کی محبت اور ایسے عمل کی محبت جو تیری محبت سے قریب کردے۔

باب ۔ ۴

اعمال کی اہمیت

ترتیب

مسلمانوں' یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے کچھ مزدوروں سے کام لیا۔ اس نے کہا: دوپہر تک کون ایک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ تو یہودیوں نے (ظہر تک) ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر عیسائیوں نے (عصر تک) ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر تم (مومن) عصر سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر کام کرنے والے ہوئے۔ تب یہودیوں اور عیسائیوں کو غصہ آیا اور انھوں نے کہا کہ ہم زیادہ کام کرنے والے ہیں اور کم اجرت ملی۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کیا میں نے تمہارے حق میں کوئی کمی کی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یہ تو میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں' دیتا ہوں۔ (بخاری - حدیث ۲۲۶۹)

حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں' یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ لوگوں سے طے کیا کہ وہ ایک مقررہ اجرت پر ایک دن' ایک رات تک اس کا کام کریں گے۔ انھوں نے دوپہر تک کام کیا۔ پھر کہنے لگے ہمیں تمہاری مقررہ اجرت کی ضرورت نہیں۔ ہم نے اب تک جو کام کیا اس کا معاوضہ (کام پورا نہ کرنے کی وجہ سے) نہیں مانگیں گے۔ اس شخص نے کہا ایسا نہ کرو بلکہ اپنا باقی کام پورا کرلو اور اپنا پورا معاوضہ لے لو' لیکن وہ نہیں مانے اور کام چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اس شخص نے ان کے بعد کچھ دوسرے لوگوں کو کام پر لگایا اور کہا کہ دن پورا کرلو اور تمہیں وہ پورا معاوضہ ملے گا جو پہلے کے لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے عصر تک تو کام کیا۔ پھر کہنے لگے ہم کوئی معاوضہ نہیں لیں گے (لیکن اب کام نہیں کریں گے)۔ اس شخص نے کہا کہ اپنا دن پورا کرلو' کیوں کہ اب دن بھی تھوڑا سا ہی رہ گیا ہے۔ (لیکن وہ نہیں مانے)۔ تب اس شخص نے

کچھ دوسرے لوگوں سے کہا کہ وہ دن کا کام پورا کرلیں چنانچہ انھوں نے کام کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ انھیں پہلے کے لوگوں کا معاوضہ بھی پورا مل گیا۔ یہ ہے ان کی مثال اور ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اس روشنی (اسلام) کو قبول نہیں کیا۔ (بخاری ۔ حدیث ۲۱۵۱)

روزانہ کا نامہ اعمال

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں نامہ اعمال لکھنے والے فرشتے جب بھی دن اور رات کا نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نامہ اعمال کے شروع اور آخر میں بھلائی پاتے ہیں تو فرماتے ہیں: میں تمھیں (فرشتوں کو) گواہ بناتا ہوں کہ میں نے نامہ اعمال کے درمیان میں جو کچھ تھا اسے اپنے بندے کے لیے معاف کر دیا۔ (ترمذی ۔ حدیث ۹۸۱)

نیکی اور برائی کا ارادہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے اس وقت تک (اس کے نامہ اعمال میں) نہ لکھو جب تک وہ کر نہ ڈالے۔ اور اگر کر ڈالے تو ایک برائی لکھ لو۔ اور اگر میری وجہ سے اس ارادے کو چھوڑ دے تو ایک نیکی لکھ لو۔ اور اگر میرا بندہ کوئی اچھا کام کرنے کا ارادہ کرے تو (اس کے نامہ اعمال میں) ایک نیکی لکھ لو اور اگر کر ڈالے تو دس نیکیوں سے سات سو نیکیاں تک (اور بعض روایات کے مطابق اس سے بھی کئی گنا زیادہ) تک لکھ لو۔ (بخاری ۔ حدیث ۷۰۶۲)

ترمذی اور نسائی نے بھی اسی مفہوم کی حدیثیں روایت کی ہیں۔

اہل جنت و اہل جہنم کی صفات

حضرت عیاضؓ بن حمار مجاشعی سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ اس نے مجھے آج جو بتایا ہے اور جس سے تم ناواقف ہو، تمہیں بتا دوں۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) میں نے جو بھی مال کسی بندے کو دیا ہے وہ حلال ہے (یعنی بندے کو خود سے اسے حرام کرنے کا حق حاصل نہیں وہ اس وقت تک حلال باقی رہے گا، جب تک اس سے کوئی حق متعلق نہ ہو جائے) اور یہ کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء (مسلم اور گناہوں سے پاک صاف) پیدا کیا۔ ان کے پاس شیاطین آئے اور انھیں ان کے دین سے محروم کر دیا (بہکا دیا) اور جو کچھ میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا اسے حرام کر دیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل میں نے نہیں اتاری۔ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر نظر کی۔ تو انھیں عرب و عجم۔ سخت ناپسند کیا۔ (بعثت نبویؐ سے قبل) سوائے اہل کتاب میں سے بقایا لوگوں کے (جو اپنے دین حق پر بغیر کسی تبدیلی کے سختی سے قائم تھے)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اس لیے مبعوث کیا کہ تمہیں آزمائش میں ڈالوں اور تمہارے ذریعے (لوگوں) کو آزماؤں، اور میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جسے پانی نہیں دھو سکتا (یعنی سینوں میں محفوظ رہے گی)، تم اسے سوتے جاگتے پڑھو گے (یعنی خواب و بیداری دونوں حالتوں میں تمہارے لیے محفوظ رہے گی)۔ رسول اللہ صلی اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ قریش کو جلا دوں، میں نے عرض کیا تب تو وہ میرا سر روئی کی طرح توڑ کر (ٹکڑے ٹکڑے) کر دیں گے۔ (رسولؐ اللہ کی اس گزارش پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، انھیں اس طرح نکال دو جس طرح انھوں نے تمہیں نکالا تھا۔ ان پر حملہ کرو ہم تمہارے ساتھ حملہ کریں گے (تمہاری مدد کریں گے)، خرچ کرو ہم تم پر خرچ کریں گے اور ایک لشکر بھیجو، ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیجیں گے اور اپنے فرماں برداروں کو لے کر ان لوگوں سے جنگ کرو جو تمہاری نافرمانی کریں۔

• رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اہل جنت تین طرح کے لوگ ہوں گے، عادل حکمراں جو

صدقہ کرنے والا ہو جسے توفیق ملتی ہو' اور رحم دل شخص جو ہر رشتہ دار اور مسلمان کے لیے نرم دل ہو اور بال بچوں والا پاکباز' (لوگوں سے) مانگنے سے احتراز کرنے والا۔

آپؐ نے (مزید) فرمایا کہ اہل جہنم پانچ طرح کے ہوں گے وہ کمزور لوگ جن کے پاس کوئی عقل و سمجھ نہ ہو جو تم میں تابعدار کی حیثیت رکھتے ہوں (اور کاہلی کی وجہ سے) نہ مال کمانے کی کوشش کریں نہ اہل و عیال کے خواہاں ہوں' اور وہ خائن جو (موقع پائے تو) چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی خیانت کر لے' اور وہ شخص جو صبح و شام تمہارے ساتھ تمہارے اہل و عیال اور تمہارے مال و دولت کے بارے میں تمہارے ساتھ دھوکا کرے۔

آپؐ نے بخل یا جھوٹ کا بھی ذکر فرمایا اور بد کردار فحش گو۔ (مسلم۔ حدیث ۲۸۶۵)

اس مفہوم کی ایک اور روایت مسلم نے دوسری سند سے بھی نقل کی ہے جس میں اس جملہ کا اضافہ ہے (اور میرے رب نے مجھے بذریعہ وحی ہدایت فرمائی ہے کہ تم لوگ باہم تواضع و انکسار اختیار کرو' یہاں تک کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فخر نہ کرے' نہ کوئی شخص دوسرے شخص پر ظلم کرے۔

عبادت و توکل

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے یکسو ہو جاؤ۔ میں تمہارے دل کو غنا سے بھر دوں گا اور تمہارے فقر کو دور کر دوں گا۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں تمہارے ہاتھوں کو مشغولیت سے بھر دوں گا' اور تمہارا فقر بھی دور نہیں کروں گا۔ (ترمذی۔ حدیث ۲۴۶۸)

روزہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لیے ہے سوائے روزہ کے۔ وہ میرے لیے

ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے' جب تم میں کوئی روزے سے ہو تو وہ اس دن نہ عورت کے ساتھ بے لباس ہو' نہ شوروغل کرے' اگر کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے لڑنے لگے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (رسول اللہ نے فرمایا) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے' روزہ دار کے منہ کی بو' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہو گی۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ (ایک تو) جب وہ روزہ کھولتا ہے تو روزہ کھولنے کی خوشی اسے حاصل ہوتی ہے' (دوسرے) جب وہ اپنے رب کے حضور پہنچے گا تو اسے (اللہ تعالیٰ) جو جزا دیں گے' اس کی خوشی حاصل ہو گی۔

ایک دوسری روایت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ اپنی شہوت اور کھانا پینا میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔

موطا امام مالک کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہر نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہو گا' سوائے روزہ کے' وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا (خاص طور پر) بدلہ دوں گا۔

ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے سب سے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو افطار میں سب سے زیادہ جلدی کرتے ہیں۔

بخاری' نسائی' ابن ماجہ میں بھی اسی مفہوم کی روایتیں ہیں۔ (مسلم - حدیث ۱۱۵۱)

جہاد کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے' اور اللہ پر ایمان اور اس کے رسولوں کی تصدیق ہی اس کے نکلنے کا سبب ہوتا ہے' اس کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ یا تو اسے اجر اور مال غنیمت کے ساتھ (اس کے گھر) لوٹاؤں گا' یا اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (رسول اللہ فرماتے ہیں) اگر میری امت پر یہ بات شاق نہ گزرتی تو میں کسی بھی جنگی مہم

سے پیچھے نہ رہتا اور میری یہی خواہش رہتی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں۔ (بخاری۔حدیث ۳۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال-- اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کر رہا ہے--- (برابر) روزہ رکھنے والے' (راتوں کو) نماز قائم کرنے والے جیسی ہے۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے' اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو بھی زخم لگے گا وہ قیامت کے روز اسی حالت میں آئے گا جیسا زخم لگنے کے دن تھا۔ اس کا رنگ خون کا رنگ ہو گا' اور خوشبو مشک جیسی ہو گی۔

شہدائے بدر کا مرتبہ

غزوۂ فتح (مکہ) کے تعلق سے ایک حدیث میں ہے' حاطبؓ بن ابو بلتعہ نے اہل مکہ کے پاس ایک پیغام بھیج کر انھیں پہلے سے خبردار کرنے کی کوشش کی تھی۔ (حضرت علیؓ کی روایت کے مطابق رسولؐ اللہ نے انھیں اور حضرت زبیرؓ بن العوام کو بھیجا کہ جاؤ روضہ خاخ میں (جو مدینہ منورہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے) تمہیں ایک اونٹ کے ہودج میں سوار ایک خاتون ملے گی اس کے ساتھ ایک خط ہو گا (اسے چھین لاؤ)۔

ہم دونوں گھوڑوں پر سوار تیز رفتاری سے وہاں پہنچے تو وہ عورت وہاں ملی۔ ہم نے کہا خط نکالو۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا نکال دو ورنہ ہم کپڑے تلاش کریں گے۔ تب اس نے بالوں کی چوٹی سے وہ خط نکال کر دیا۔ اسے لے کر ہم رسولؐ اللہ کے پاس آئے۔ (یحییٰ بن سلام کی تفسیر کے مطابق اس خط میں جو عمائدین مشرکین مکہ کو لکھا گیا تھا' یہ عبارت تھی: "اہل قریش' رسولؐ اللہ تمہارے پاس رات جیسا ہولناک لشکر لے کر آ رہے ہیں جو سیلاب کی طرح آگے بڑھ رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ تمہاری طرف تنہا ہی کوچ کرتے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا اور ان سے اپنا وعدہ پورا کرتا' اب جیسا چاہو کرو۔ والسلام"۔

انھیں جب رسول ؐ اللہ کے سامنے لایا گیا تو) آپ نے دریافت فرمایا: حاطب! یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: یا رسول ؐ اللہ میرے بارے میں جلدی میں فیصلہ نہ کیجئے۔ میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش میں سے نہیں بلکہ قریش سے وابستہ اور اس کا حلیف رہا ہوں۔ آپ ؐ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کی (مکہ میں) رشتہ داریاں ہیں۔ (اور یہ رشتہ دار) ان کے اہل و عیال اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میری خواہش تھی کہ جو (اثر و رسوخ مجھے نسلی بنیاد پر حاصل نہیں ہے اسے (اہل قریش کے نزدیک) کسی قدر اسی طرح حاصل کرلو تاکہ وہ میرے رشتہ کی حفاظت کریں۔ میں نے ایسا اپنے دین سے پھرنے کی وجہ سے کیا نہ اسلام کے بعد کفر پر رضامندی کی وجہ سے۔

رسول ؐ اللہ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔ (پھر عمرؓ سے جنھوں نے کہا تھا یا رسول ؐ اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں' رسول ؐ اللہ نے فرمایا) تمہیں کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والوں (کے آئندہ حالات) سے مطلع ہو کر ہی یہ فرمایا ہے: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ "جو چاہو کرو' میں تمہاری مغفرت کر چکا"۔

(یہ سن کر عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ بہتر جانتے ہیں)۔ (بخاری - حدیث ۶۰۲۵)

شہید کی فضیلت

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو آپ ؐ نے فرمایا: جابر' میں تمہیں شکستہ دل کیوں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا یا رسول ؐ اللہ! میرے والد احد (غزوۂ احد) کے دن شہید ہو گئے اور انھوں نے اپنے پیچھے اہل و عیال اور قرض چھوڑا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا' کیا میں تمہیں خوش خبری نہ سناؤں کہ تمہارے والد کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کیا ملا۔ میں نے عرض کیا یا رسول ؐ اللہ کیوں نہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی سے سوائے پردے کے پیچھے سے بات نہیں کی (لیکن) تمہارے والد کو زندہ کر کے رو در رو بات کی' اور فرمایا' اے میرے بندے! مجھ

سے آرزو کر' میں پوری کروں گا۔ انھوں نے عرض کیا (یااللہ تعالیٰ) مجھے زندہ کر دیجئے اور میں آپ کی راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات پہلے سے میں طے کر چکا ہوں کہ (لوگ) دوبارہ (دنیا میں) نہیں لوٹیں گے۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۱۳)

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ تب انھوں نے عرض کیا یااللہ تعالیٰ' جو لوگ میرے پیچھے (دنیا میں رہ گئے ہیں انھیں (میرے اس قابل رشک حال کے بارے میں) بتا دیجئے' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کر' بلکہ وہ تو زندہ ہیں' اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے" (ال عمران ۳: ۱۶۹)۔

شہدا پر نوازشیں

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۤءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (ال عمران ـ ۱۶۹)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو' وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں' ان کو رزق بھی ملتا ہے۔

انھوں نے کہا کہ ہم نے اس کے بارے میں دریافت کیا تھا تو (رسولؐ اللہ نے) فرمایا کہ (شہدا کی) روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں اور ان کے لیے عرش سے قندیلیں لٹکی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں گھومتی پھرتی ہیں۔ پھر انھیں قندیلوں میں لوٹ آتی ہیں۔ ایک بار ان سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا: تمھیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ (شہدا نے) عرض کیا: ہم کس چیز کی خواہش کریں گے جبکہ جنت میں جہاں چاہیں گھوم پھر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ جب (شہدا نے) یہ دیکھا کہ سوال کیے بغیر انھیں چھوڑا نہیں جائے گا تو انھوں نے عرض کیا: اے رب! ہم

چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دیں تاکہ ہم دوبارہ آپ کی راہ میں قتل کیے جائیں۔ جب (اللہ تعالیٰ نے) دیکھا کہ انھیں کوئی ضرورت نہیں ہے تو پھر انھیں چھوڑ دیا گیا۔ (مسلم۔ حدیث ۱۸۸۷)

ترمذی و ابن ماجہ نے بھی اسی طرح کی روایتیں نقل کی ہیں۔

شہید کی تمنا

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اہل جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' اے ابن آدم! تو نے اپنا مکان کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا یا رب! بہترین مکان۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' کچھ مانگو اور آرزو ظاہر کرو۔ وہ عرض کرے گا میں یہی مانگتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا میں لوٹا دیں اور میں آپ کی راہ میں دس مرتبہ قتل کیا جاؤں (شہادت کی فضیلت دیکھتے ہوئے)۔ (نسائی' جلد ۶' ص ۳۶)

جاں نثاری

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ایک ایسے آدمی سے بہت خوش ہوئے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کی اور پسپا ہو گیا۔ پھر اسے احساس ہوا کہ اس پر کیا ذمے داری تھی' چنانچہ وہ پلٹ آیا (اور پھر لڑنے لگا) یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: "میرے بندے کو دیکھو' وہ جو کچھ (انعام و اکرام) میرے پاس ہے اس کے شوق میں' اور جو کچھ (عذاب و سزا) میرے پاس ہے' اس کے ڈر سے لوٹ آیا' یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۲۵۳۶)

قید سبب نجات

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بہت پسند فرماتے ہیں جو بیڑیوں میں جنت کی طرف لے جائے جا رہے تھے (یعنی جنگ میں مجاہدین انھیں قید کر لیتے تھے) پھر اسی ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انھیں اسلام کی ہدایت دیتا ہے اور اس طرح یہی قید ان کے لیے جنت میں پہنچنے کا سبب بن جاتی ہے۔ اگر وہ قید نہ ہوتے اور حالت کفر ہی میں قتل ہو گئے ہوتے تو یہ نعمت انھیں کیسے نصیب ہوتی)۔ (ابوداؤد- حدیث نمبر ۲۶۷۷)

مجاہدین کی حرمت

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجاہدین کی عورتوں کی حرمت بیٹھ رہنے والوں (جہاد میں شریک نہ ہونے والوں) پر ان کی ماؤں کی حرمت کی طرح ہے' اور اگر (کسی مجاہد نے) کسی کو اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال) کا ذمہ دار بنایا اور اس نے خیانت کا ارتکاب کیا تو (مجاہد سے) قیامت کے دن کہا جائے گا' اس نے تمہارے گھر والوں کے تعلق سے تمہارے ساتھ خیانت کی تھی' اس کی نیکیوں میں سے جتنا چاہو لے لو۔ (رسولؐ اللہ فرماتے ہیں) تمہارا کیا خیال ہے؟ (اس خائن کا حشر کیا ہو گا؟) (نسائی' جلد ۴' ص ۵۰)

طاعون کے شکار

حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء اور اپنے بستروں پر وفات پانے والے ہمارے رب کی بارگاہ میں طاعون میں مرنے والوں کے بارے میں تنازعہ پیش کریں گے شہداء عرض کریں گے کہ (یہ) ہمارے بھائی ہیں اسی طرح قتل ہوئے جس طرح ہم لوگ قتل کیے گئے اور اپنے بستروں پر وفات پانے والے

عرض کریں گے (یہ) ہمارے بھائی ہیں اسی طرح وفات پائی جیسے ہم نے وفات پائی' تب ہمارے رب فرمائیں گے' ان کے زخم دیکھو۔ اگر ان کے زخم مقتولین کے زخم جیسے ہوں تو وہ انھیں میں سے اور انھیں کے ساتھ ہیں (چنانچہ جب دیکھا گیا تو) ان کے زخم (مقتولین کے) زخم کے مشابہ نکلے۔ (نسائی' جلد ۴' ص ۳۷)

سب سے بھاری چیز

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالٰی نے زمین کو پیدا کیا تو وہ لرزنے لگی' تب اللہ تعالٰی نے پہاڑ پیدا کیے اور زمین پر رکھ دیے تو وہ ٹھہر گئی۔ فرشتوں کو پہاڑوں کی سختی پر تعجب ہوا' انھوں نے دریافت کیا: یارب! کیا آپ کی مخلوقات میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہاں لوہا۔ فرشتوں نے عرض کیا: یارب! کیا آپ کی مخلوقات میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے؟ اللہ تعالٰی نے فرمایا' ہاں آگ۔ فرشتوں نے دریافت کیا' یارب! کیا آپ کی مخلوقات میں کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ سخت ہے؟ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہاں' پانی۔ فرشتوں نے پھر عرض کیا یارب! آپ کی مخلوقات میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے؟ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہاں' ہوا۔ فرشتوں نے دریافت کیا' کیا آپ کی مخلوقات میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہاں' ابن آدم' جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور (اسے) اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۳۶۹)

انفاق کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: اے ابن آدم' تم خرچ کرو' میں تم پر خرچ کروں گا۔ (رسول اللہؐ نے فرمایا) اللہ تعالٰی کا ہاتھ (خزانہ) بھرا ہوا ہے۔ کوئی خرچ اسے کم نہیں کرتا۔ وہ دن و رات خرچ

کرتا رہتا ہے۔ (آپؐ نے یہ بھی فرمایا) تمہارا کیا خیال ہے' جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے ہیں تب سے کتنا خرچ کیا ہو گا' لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود (خزانہ میں) کوئی کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش پانی پر ہے اور اسی کے ہاتھ میں میزان ہے۔ (بخاری - حدیث ۴۴۷۰)

صلہ رحمی

حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ہی اللہ ہوں اور میں ہی رحمٰن (بہت مہربان) ہوں' میں نے ہی رشتہ کو پیدا کیا ہے اور اس کا نام (یعنی رحم) بھی اپنے نام (رحمٰن) سے نکالا ہے۔ اب جو اسے جوڑے گا اسے میں بھی جوڑوں گا' اور جو اسے کاٹے گا اسے میں بھی کاٹ دوں گا۔ (ترمذی - حدیث ۱۹۰۸)

بخاری نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے اسی مفہوم کی روایت کرنے کے بعد ابو ہریرۃؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کے بعد چاہو تو یہ آیت پڑھ لو:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ (محمد ۴۷: ۲۲)

اب کیا تم لوگوں سے اس کے سوا کچھ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم الٹے منہ پھر گئے تو زمین میں پھر فساد برپا کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔

اسی مفہوم کی روایت ترمذی نے بھی نقل کی ہے۔

تنگ دست سے درگزر

حضرت ابو مسعودؓ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم سے پہلے کے لوگوں میں سے ایک شخص کا محاسبہ کیا گیا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ملی'

سوائے اس کے کہ وہ خوش حال تھا اور لوگوں سے ربط و ضبط رکھتا تھا اور معاملہ کیا کرتا تھا۔ وہ اپنے نوکروں کو یہ حکم دیتا رہتا تھا کہ تنگ دست سے درگزر کر لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ درگزر کرنے کے لائق ہوں (اور فرشتوں کو حکم دیا کہ) اس سے درگزر کر جاؤ۔ (مسلم - حدیث ۱۵۶۱)

اسی مفہوم کی روایتیں بخاری اور نسائی نے بھی نقل کی ہیں۔

اہل ایمان کے درمیان ناچاقی

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دوشنبہ اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو' سوائے اس شخص کے جس کی اپنے بھائی کے ساتھ کینہ و ناچاقی ہو' اور کہا جاتا ہے: ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ دونوں باہم صلح کر لیں' ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ دونوں باہم صلح کر لیں۔ (مسلم - حدیث ۲۵۶۵)

مالک اور ابوداؤد نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔ بخاری نے اسی مفہوم کی ایک حدیث (جو حدیث قدسی نہیں ہے) "ترک تعلق" کے باب میں نقل کی ہے۔

ناراضی ختم کرنے میں پہل

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے' دونوں مل بھی جائیں تو یہ بھی پہلوتہی سے کام لے اور وہ بھی پہلوتہی کرے۔ ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

مریض کی عیادت اور بھوکے کو کھانا کھلانا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تم نے میری عیادت نہیں کی۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب! میں کیسے آپ کی عیادت کر سکتا ہوں' جبکہ آپ تمام عالم کے پروردگار ہیں (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا اور تم نے اس کی عیادت نہیں کی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اگر تم نے اس کی عیادت کی ہوتی تو تم مجھے اس کے پاس پاتے؟

(پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) اے ابن آدم! میں نے تم سے پانی مانگا تو تم نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کیسے آپ کو پانی پلا سکتا ہوں' جب کہ آپ سارے جہان کے پروردگار ہیں۔ (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) تم سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا تو تم نے اسے پانی نہیں پلایا' اگر تم نے اسے پانی پلایا ہوتا تو تم اسے (یعنی اس کی جزا) میرے پاس پاتے۔ (مسلم - حدیث ۲۰۴۹)

حفظ قرآن کا مرتبہ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' صاحب قرآن (حافظ) جب جنت میں داخل ہو گا تو اس سے کہا جائے گا' پڑھتے جاؤ اور (اوپر) چڑھتے جاؤ' چنانچہ وہ پڑھتا جائے گا اور ہر آیت پر ایک درجہ بلند ہوتا جائے گا' یہاں تک کہ (اسے جتنا یاد ہو گا) اس کا آخری حصہ پڑھ ڈالے گا۔ (ابن ماجہ - حدیث ۳۷۸۰)

زوائد میں ہے کہ اس کے ایک راوی عطیہ عوفی ضعیف ہیں۔

تلاوت قرآن و ذکر الٰہی

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: جو شخص قرآن اور ذکر میں اس طرح مشغول رہا کہ وہ مجھ سے کچھ نہیں مانگ سکا' اسے میں مانگنے والوں میں سب سے بہتر دوں گا۔ اللہ تعالٰی کے کلام کو تمام دیگر کلام پر ویسی ہی برتری حاصل ہے جیسی اللہ تعالٰی کو اس کی مخلوق پر برتری حاصل ہے۔ (ترمذی۔ حدیث ۲۹۲۷)

والدین کے لیے استغفار کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ایک قنطار بارہ ہزار اوقیہ کے برابر ہوتا ہے (یہ دونوں ناپنے کے پیمانے ہیں)۔ ہر اوقیہ آسمانوں اور زمین کے درمیان جو کچھ بھی ہے اس سے بہتر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا درجہ جنت میں بلند ہوتا جائے گا' وہ کہے گا کہ ایسا کہاں سے ہو رہا ہے' اسے بتایا جائے گا: تمہارے لیے تمہارے لڑکے کے استغفار کی وجہ سے۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۳۶۶۰)

نذر ماننا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ کسی (مقدر) شے کو لوٹا نہیں سکتی۔ نذر کے ذریعے صرف بخیل سے کچھ نکلا جاتا ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۶۶۳۴)

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ نذر ابن آدم کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو میں نے مقدر نہ کر رکھی ہو۔ میں نے جو کچھ مقدر کر رکھا ہے وہی اسے ملتا ہے البتہ (نذر کے ذریعہ) میں بخیل سے

(کچھ) نکلواتا ہوں۔ (بخاری۔ حدیث ۶۶۳۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نذر سے ابن آدم کو وہی ملتا ہے جو اس کے لیے مقدر ہوتا ہے لیکن اس کے لیے جو کچھ مقدر ہوتا ہے وہ اس پر غالب آ جاتا ہے۔ نیز بخیل سے اس کے ذریعہ نکلوا لیتا ہے (اور اس طرح) جو اس سے پہلے اس کے لیے آسان نہیں تھا' وہ آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا"۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۲۱۲۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ کر نذر نہیں ماننا چاہیے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مقرر کر رکھا ہے وہ بدل جائے گا۔

ریاکاری کی سزا

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ (ایک بار جب کسی مجلس کے خاتمے پر) لوگ ابوہریرہؓ کے پاس سے اٹھ گئے تو اہل شام میں سے کسی کہنے والے نے درخواست کی: اے بزرگ مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی ہو۔ انھوں نے کہا' ٹھیک ہے' میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے جس کے معاملہ کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک ایسا شخص ہو گا جو شہید ہوا ہو گا۔ اسے (اللہ تعالیٰ کے پاس) لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں بتائیں گے تو وہ ان کا اقرار کرے گا' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے ان نعمتوں کے سلسلہ میں کیا کیا۔ وہ عرض کرے گا: میں نے آپ کے لیے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ کہا' تم نے اس لیے جنگ کی تھی کہ (تمہیں) بہادر کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایک ایسا آدمی لایا جائے گا جس نے علم سیکھا اور سکھایا ہو گا اور قرآن پڑھا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں بتائیں گے تو وہ ان کا اقرار کرے گا' تب اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں

گے: ان نعمتوں کے سلسلہ میں تم نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ کہا' تم نے علم اس لیے سیکھا کہ (تمہیں) عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ قاری کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایک ایسا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے فراخی دی ہو گی اور ہر طرح کے مال و دولت سے نوازا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں جتائیں گے تو وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے: ان نعمتوں کے سلسلے میں تم نے کیا کیا۔ وہ عرض کرے گا کہ میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو اور میں نے خرچ نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے جھوٹ کہا' بلکہ تم نے اس لیے کیا کہ (تمہیں) سخی کہا جائے' اور وہ کہا جا چکا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا' پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم حدیث ۱۹۰۵)

ترمذی و نسائی نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

خودکشی کی حرمت

حضرت جندب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچھلے زمانے میں ایک شخص زخم کا شکار تھا' (زخم کی شدت و تکلیف سے) وہ گھبرا گیا' تب اس نے ایک چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس سے خون بہنے لگا' یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان کے ساتھ جلد بازی کی' میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔ (بخاری - حدیث ۳۲۷۶)

رشوت ستانی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جو بھی حاکم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ ایک فرشتہ اس کی گدی پکڑے ہوئے ہوگا۔ پھر وہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے گا۔ تب اگر (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے کہ اسے ڈال دو تو فرشتہ اسے ایسے گڑھے میں ڈال دے گا جس میں چالیس سال تک لڑھکتا چلا جائے گا۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۲۳۱۱)

موت کے وقت صدقہ

حضرت بسرؓ بن جحاش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی میں تھوکا۔ پھر اپنی شہادت کی انگلی اس پر (اشارہ کے لیے) رکھی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم کہاں تک مجھے عاجز کرپائے گا۔ میں نے تجھے اس (تھوک) جیسی چیز سے پیدا کیا، اور جب (اس کے گلے کی طرف اشارہ کر کے) تیری جان یہاں تک پہنچ جاتی ہے، تب تو کہتا ہے میں صدقہ کروں گا (لیکن) اب کہاں صدقہ کا وقت رہ گیا! (ابن ماجہ۔ حدیث ۲۷۰۷)

بدلہ لینے میں تجاوز کی ممانعت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک چیونٹی نے انبیا میں سے کسی نبیؑ کو کاٹ لیا تو انھوں نے چیونٹیوں کی اس بستی کو جلا ڈالنے کا حکم دے دیا اور وہ جلا دی گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی نازل فرمائی کہ تجھے ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو نے ایک ایسی امت کو جلا ڈالا جو خدا کی تسبیح پڑھتی تھی! (بخاری۔ حدیث ۲۸۵۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک ہی چیونٹی (جس نے تجھے کاٹا تھا) کو کیوں نہ ہلاک کیا۔

اسی مفہوم کی روایتیں مسلم، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہیں۔ ترمذی کے نزدیک یہ نبی حضرت موسیٰؑ تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عزیرؑ تھے۔

اس قصے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مذکورہ نبیؑ ایک بستی سے گزرے' جہاں کے لوگوں کے گناہوں کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک و برباد کر دیا تھا۔ نبیؑ تعجب سے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارب! ان میں بچے اور مویشی بھی رہے ہوں گے اور ایسے لوگ بھی جنھوں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہو گا۔ پھر نبیؑ ایک درخت کے نیچے اترے تو یہ واقعہ پیش آیا اور یہ عتاب نازل ہوا (دیکھئے شرح قسطلانی)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سزا عام ہوتی ہے' نافرمان کے لیے تو وہ برائی اور سزا کا سبب بن جاتی ہے۔ اور فرماں بردار کے لیے رحمت اور پاکیزگی کا سبب۔

خون ناحق

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور (بارگاہ خداوندی میں) عرض کرے گا کہ اے میرے رب' اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا' میں نے اسے اس لیے قتل کیا کہ آپ کی عزت کا بول بالا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: عزت تو میرے ہی لیے ہے۔ ایک (دوسرا) شخص ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کرے گا کہ اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ کہے گا کہ فلاں کی عزت و سربلندی کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: عزت فلاں کے لیے نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اپنا گناہ کما لے گا (اور اس کے نتیجے میں برباد ہو جائے گا)۔ (نسائی - جلد نمبر ۷' ص ۸۴)

احوال قیامت

ترتیب

لوگ کس حال میں جمع کیے جائیں گے

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ (قیامت کے دن) ننگے بدن ننگے پیر بغیر ختنہ کیے ہوئے جمع کیے جاؤ گے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "جس طرح ہم نے اول بار پیدا کرنے کے وقت (ہر چیز کی) ابتدا کی تھی' اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ (پیدا) کردیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے' ہم ضرور (اس کو) پورا کریں گے (الانبیاء ۲۱:۱۰۴)۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔ میرے ساتھ کے کچھ لوگوں کو بائیں طرف (جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا تو میں عرض کروں گا یہ میرے ساتھ کے لوگ ہیں' یہ میرے ساتھ کے لوگ ہیں۔ کہا جائے گا جب سے آپ نے انھیں چھوڑا تھا یہ لوگ پیچھے کی طرف پھرتے رہے (مرتد ہو گئے)۔ تب میں وہی عرض کروں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰؑ) نے عرض کیا تھا:

"میں اس وقت تک ان کا نگراں تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگراں تھے۔ اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگراں ہیں۔ اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کردیں تو آپ غالب اور دانا ہیں"۔ (المائدہ ۵:۱۱۷)

(بخاری – حدیث ۳۱۷۱)

مسلم اور ترمذی نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

اس حدیث میں ساتھ کے لوگوں سے مراد علمائے حدیث نے ان لوگوں کو لیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ نے جن سے جنگ کی تھی۔

اللہ تعالیٰ بندوں کو پکاریں گے

حضرت جابر بن عبداللہؓ انصاری ابن انیسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو (قیامت کے دن) جمع فرمائیں گے۔ انھیں مخاطب کرتے ہوئے ایسی آواز میں جسے قریب و دور کے لوگ یکساں سنیں گے' فرمائیں گے: میں ہوں بادشاہت والا میرے سوا کوئی مالک (اور حساب لینے اور بھلائی و برائی کی جزا دینے والا) نہیں۔ (بخاری - حدیث ۷۰۴۲)

جہنم کا وفد

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے آدم! آدمؑ عرض کریں گے اے ہمارے رب! لبیک وسعدیک۔ تب زور سے آواز دی جائے گی: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی نسل میں سے ایک وفد جہنم کی طرف بھیجئے۔ آدمؑ عرض کریں گے: اے میرے رب جہنم کا وفد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت (خوف و دہشت سے) حاملہ کا حمل گر جائے گا' بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور لوگ مدہوش نظر آئیں گے جبکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی شدید ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بیان فرمایا) تو لوگوں پر بہت شاق گزرا' یہاں تک کہ ان کے چہرے بدل گئے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تعداد) یاجوج و ماجوج میں سے نو سو ننانوے اور تم میں سے ایک ہو گی۔ تمھاری (مسلمانوں کی) حیثیت لوگوں میں ایسی ہی ہو گی جیسے سفید بیل کے پہلو میں سیاہ بال کی' یا سیاہ بیل کے پہلو میں سفید بال کی۔ مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت میں چوتھائی ہو گے۔ (یہ سن کر) ہم نے (خوشی سے) تکبیر کہی۔ پھر (آپؐ نے فرمایا) اہل جنت میں نصف۔ ہم نے (یہ سن کر خوشی سے پھر) تکبیر کہی۔ (ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے (اللہ تعالیٰ سے) امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت میں دو تہائی ہو گے)۔ (بخاری - حدیث ۴۴۶۴)

ترمذی میں عمرانؓ بن حصین کی روایت میں ہے کہ آپؐ حالت سفر میں تھے جب یہ آیت نازل ہوئی: "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو' قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہو گی۔ (الحج ۲۲:۱)

آپؐ نے (صحابہؓ) سے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو وہ کون سا دن ہو گا۔ انھوں نے عرض کیا' اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ دن ہو گا جب اللہ تعالٰی حضرت آدمؑ سے فرمائیں گے کہ جہنم کا وفد بھیجو۔ اسی روایت میں آگے چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (نیک) عمل کرو اور خوش خبری سے ہمکنار رہو۔

زمین اور آسمانوں کا لپیٹا جانا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالٰی زمین کو پکڑ لیں گے اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لیں گے' پھر فرمائیں گے' میں ہوں بادشاہت والا! کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ (بخاری - حدیث ۴۵۳۴)

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ یہودیوں کے علما میں سے ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمدؐ ہم (اپنی کتابوں میں ایسا) پاتے ہیں کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالٰی آسمانوں کو ایک انگلی پر' زمینوں کو ایک انگلی پر' درختوں کو ایک انگلی پر' پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھیں گے۔ اور فرمائیں گے: میں ہوں بادشاہت والا۔ رسولؐ اللہ (یہ سن کر) یہودی عالم کے قول کی تصدیق کے طور پر (اتنی زور سے) ہنس پڑے کہ آپؐ کی داڑھ کے دانت نظر آنے لگے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی:

"ان لوگوں نے خدا کی جیسی عظمت کرنی چاہیے تھی' نہیں کی (حالانکہ اس کی شان یہ ہے کہ) قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے) (الزمر ۳۹: ۶۷)

مسلم نے اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالٰی قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹیں گے' پھر انھیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیں

گے اور فرمائیں گے: میں ہوں بادشاہت والا! زبردست بننے والے کہاں ہیں؟ متکبرین کہاں ہیں؟ پھر زمین کو اپنے بائیں ہاتھ سے لپیٹ لیں گے اور فرمائیں گے: میں ہوں بادشاہت والا' زبردست بننے والے کہاں ہیں؟ متکبرین کہاں ہیں؟ (مسلم۔ حدیث ۲۷۸۸)

مسلم اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

رویت الٰہی و پل صراط

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)' کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ (رسول اللہؐ نے) فرمایا: کیا تم سورج کے بارے میں شک میں مبتلا ہو سکتے ہو' جب وہ بادل کی اوٹ میں نہ ہو؟ انھوں نے کہا: یارسولؐ اللہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم چودھویں رات کے چاند کے بارے میں شک میں مبتلا ہو سکتے ہو جب وہ بادل کی اوٹ میں نہ ہو؟ انھوں نے کہا: یارسولؐ اللہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دیکھ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ جو جس چیز کی پوجا کرتا تھا اسی کے پیچھے رہے۔ جو سورج کی پوجا کرتا تھا (وہ سورج کے پیچھے ہو جائے گا) اور جو چاند کی پوجا کرتا تھا (وہ چاند کے پیچھے ہو جائے گا) اور جو طاغوتوں کی پوجا کرتا تھا (وہ ان کے پیچھے ہو جائے گا) اور یہ امت باقی رہ جائے گی جس میں اس کے منافقین بھی ہوں گے۔

تب اللہ تعالیٰ' اس صورت کے علاوہ کے جس کو وہ جانتے ہوں گے دوسری صورت میں جلوہ فرما ہوں گے اور فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ لوگ کہیں گے ہم تم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ہم اسی جگہ رہیں گے یہاں تک کہ ہمارے رب ہمارے پاس آئیں۔ جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے تو ہم انھیں پہچان لیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ اس صورت میں جلوہ گر ہوں گے جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے (ہاں) آپ ہمارے رب ہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیچھے چل پڑیں گے۔

جہنم پر پل بنا دیا جائے گا اور میں (رسول اللہ) سب سے پہلے اسے پار کروں گا۔ اس دن رسولوں کی دعا ہو گی: اللھم سلم سلم (یا اللہ بچا لیجیے لیجیے)۔ اس (پل) پر سعدان (ایک خار دار پودا) کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے۔ کیا تم لوگوں نے سعدان کے کانٹے نہیں دیکھے؟ لوگوں نے عرض کیا' کیوں نہیں یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: تو وہ سعدان کے کانٹوں جیسے ہوں گے' لیکن وہ کتنے بڑے ہوں گے' یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اچک لیں گے۔ ان میں سے بعض تو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے' اور ان میں سے بعض اسی میں پھنسے ہوں گے' پھر نجات پا جائیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے (کلمہ شہادت) لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والوں میں جس کو چاہیں گے' نکالنے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ انھیں نکالیں۔ (فرشتے) انھیں سجدے کے نشان سے پہچانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر یہ حرام کر رکھا ہے کہ وہ ابن آدم (کے جسم) سے سجدہ کے نشان کی جگہ جلا سکے۔ (فرشتے) انھیں اس حال میں نکالیں گے کہ وہ (جل کر) سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ ان پر ایک قسم کا پانی جسے آب حیات کہا جاتا ہے بہایا جائے گا جس سے وہ سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ کے اگنے کی طرح نشوونما پانے لگیں گے۔

ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو منہ کے بل آگ پر پڑا ہو گا۔ وہ عرض کرے گا: اے رب! مجھے اس (جہنم) کی بو نے تہہ و بالا کر رکھا ہے اور اس کی آنچ نے جلا ڈالا ہے' میرا منہ آگ سے پھیر دیجیے۔ وہ برابر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' اگر میں نے تمھاری درخواست مان لی تو شاید تم دوسری چیز مانگنے لگو۔ وہ کہے گا نہیں آپ کی عزت کی قسم' میں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ تب (اللہ تعالیٰ) اس کا منہ آگ سے پھیر دیں گے۔ اس کے بعد وہ عرض کرے گا' اے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تمھارا یہ خیال نہیں تھا کہ تم اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز مجھ سے نہیں مانگو گے۔ تمھاری بربادی ہو' اے ابن آدم! تم کتنے بے وفا ہو کے

باز ہو۔ وہ برابر دعا کرتا رہے گا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اگر میں نے تمہاری درخواست مان لی تو شاید تم اس کے علاوہ دوسری چیز نہیں مانگو گے۔ وہ عرض کرے گا' نہیں آپ کی عزت کی قسم' میں آپ سے اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگوں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پکا قول و قرار کرے گا کہ اس کے علاوہ کچھ نہیں مانگے گا' تب اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے کے قریب کر دیں گے۔ جب وہ (جنت میں جو کچھ ہے) دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی چپ رہے گا' پھر عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دیجئے' تب (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے کیا تمہارا یہ خیال نہیں تھا کہ تم اس کے علاوہ مجھ سے کچھ نہیں مانگو گے۔ تمہاری بربادی ہو اے ابن آدم! تم کتنے دھوکے باز ہو۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوقات میں سب سے زیادہ بدبخت نہ بنائیے۔ وہ برابر گڑگڑاتا رہے گا' یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ) ہنس پڑیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ (اس کے حال پر) ہنس پڑیں گے تو اسے (جنت) میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔

جب وہ (جنت) میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تم فلاں چیز میں سے اپنی آرزو کا اظہار کرو۔ وہ اپنی آرزو ظاہر کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ فلاں چیز میں سے اپنی آرزو کا اظہار کرو' وہ اپنی آرزو کا اظہار کرے گا' (یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی۔ تب (اللہ تعالیٰ) اس سے فرمائیں گے یہ (جو کچھ تم نے آرزو کی ہے) اور اس کے برابر مزید تمہارے لیے ہے۔ (حضرت ابو سعید خدریؓ نے جو اس روایت کے وقت حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھے سن رہے تھے' فرمایا کہ میں نے رسولؐ اللہ نے سنا ہے کہ تمہاری آرزو اور اس کا دس گنا تمہارے لیے ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا مجھے ایسا ہی (اس کے برابر) یاد ہے)۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونے والا یہ آخری شخص ہو گا۔

(بخاری' کتاب الرقاق - حدیث ۶۲۰۴)

مومن رب العزت کے قریب جائے گا

حضرت صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ (خانہ کعبہ) کا طواف کر رہے تھے کہ ایک آدمی سامنے آیا اور عرض کیا: اے ابن عمرؓ! کیا آپ نے سرگوشی (جو حساب کے وقت قیامت میں اللہ تعالیٰ اور مومنین کے درمیان ہو گی) کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مومن کو اس کے رب کے قریب لایا جائے گا (ہشام کی روایت میں ہے کہ مومن اپنے رب کے قریب جائے گا) یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ) اپنا ایک گوشہ اس پر رکھیں گے، تب اس سے اپنے گناہوں کا اقرار کرائیں گے (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) تم فلاں گناہ جانتے ہو؟ وہ کہے گا جانتا ہوں اے رب! دو بار اعتراف کرتا ہوں۔ (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے) میں نے ان (گناہوں) پر دنیا میں پردہ ڈال رکھا تھا اور آج تمہارے لیے انھیں معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کا رجسٹر لپیٹ دیا جائے گا۔ اب رہے دوسرے لوگ یا (بالفاظ دیگر کفار) تو سب کے سامنے اعلان کیا جائے گا۔

"یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کی تھیں (سب) سن لو کہ (ایسے) ظالموں پر خدا کی لعنت ہے"۔ (ہود ۱۱: ۱۸)

(بخاری۔ حدیث ۴۴۰۸)

مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔ اس حدیث شریف سے پتہ چلتا ہے کہ آخرت میں انھیں کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈالیں گے جنھوں نے دنیا میں ان گناہوں کو علی الاعلان نہیں کیا ہو گا۔ اعلانیہ گناہ کرنے والے اس کے مستحق نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دنیا و آخرت میں ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرمائے۔

رسولؐ اللہ کی گواہی

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(قیامت کے دن) حضرت نوحؑ اور ان کی امت (اللہ تعالیٰ کے سامنے) آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ (حضرت نوحؑ سے) فرمائیں گے: کیا تم نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے ہاں' میرے رب! تب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائیں گے: کیا انھوں نے تمھیں (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا۔ وہ کہیں گے' نہیں' ہمارے پاس کوئی نبی آیا ہی نہیں۔ (اللہ تعالیٰ) حضرت نوحؑ سے فرمائیں گے: کون تمھاری گواہی دے گا۔ وہ عرض کریں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت۔ (رسولؐ اللہ فرماتے ہیں) تب ہم گواہی دیں گے کہ ہاں انھوں نے (پیغام) پہنچا دیا تھا۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔

"اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو (ہر پہلو سے) اعتدال پر ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں"۔ (البقرہ ۲: ۱۴۳) (بخاری۔ حدیث ۳۳۳۹)

ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ کوئی نبی دو آدمیوں کے ساتھ آئیں گے' کوئی تین آدمیوں کے ساتھ' کوئی اس سے زیادہ اور کم۔ نبی سے دریافت فرمایا جائے گا کہ کیا تم نے (پیغام) پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کریں گے ہاں' پھر ان کی قوم کو بلا کر پوچھا جائے گا کہ کیا انھوں نے تم کو (پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گی نہیں۔ تب (نبی سے) دریافت کیا جائے گا کہ کون تمھاری گواہی دے گا؟ وہ عرض کریں گے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت۔ تب امت محمدیہ کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ کیا اس نبی نے (میرا پیغام) پہنچا دیا تھا۔ (امت محمدیہ کے لوگ) کہیں گے ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہیں گے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ رسولوں نے پیغام پہنچا دیا اور ہم نے ان کی تصدیق کی۔ قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ سوال انبیا سے کیا جائے گا' امت محمدیہ گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی کی صداقت کی گواہی دیں گے۔

شفاعت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

لوگوں کو قیامت کے دن جمع فرمائیں گے۔ وہ کہیں گے' کیوں نہ ہم اپنے رب سے شفاعت طلب کریں۔ تب وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں' آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں کو آپ کا سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کا نام سکھایا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش فرمائیں یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ) ہمیں ہماری یہاں کی جگہ سے آرام میں کر دیں۔ (حضرت آدمؑ) فرمائیں گے' میں تمہارے اس مقصد کا نہیں۔ وہ اپنا گناہ یاد کریں گے اور شرمائیں گے۔ (حضرت آدمؑ) فرمائیں گے کہ نوحؑ کے پاس جاؤ' وہ پہلے رسول ہیں' جنھیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔ چنانچہ لوگ ان کے پاس آئیں گے۔ (حضرت نوحؑ) فرمائیں گے' میں تمہارے اس کام کا نہیں۔ وہ اس چیز کے بارے میں جس کے بارے میں انھیں علم نہیں تھا' اپنے رب سے سوال کو یاد کریں گے۔ اور شرمائیں گے۔ تب (حضرت نوحؑ) فرمائیں گے موسیٰؑ کے پاس جاؤ' وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے گفتگو فرمائی اور انھیں توریت عطا فرمائی۔ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئیں گے (حضرت موسیٰؑ) فرمائیں گے' میں تمہارے اس کام کا نہیں وہ ایک انسان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کرنا یاد کریں گے اور اپنے رب سے شرمائیں گے۔ تب (حضرت موسیٰؑ) فرمائیں گے کہ عیسیٰؑ کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ اور روح ہیں۔ چنانچہ لوگ ان کے پاس آئیں گے۔ (حضرت عیسیٰؑ) فرمائیں گے' میں تمہارے اس کام کا نہیں' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ جو ایسے بندے ہیں کہ ان کے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے ہیں۔

چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ تب میں چلوں گا یہاں تک کہ اپنے رب (کے حضور پیشی کی) اجازت طلب کروں گا' مجھے اجازت دے دی جائی گی۔ جب میں اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہیں گے مجھے (اسی حال میں) چھوڑے رہیں گے۔ پھر کہا جائے گا' اپنا سر اٹھاؤ اور مانگو' تمہارا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور کہو' تمہاری بات سنی جائے گی۔ تب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور

اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا جو مجھے اللہ تعالیٰ سکھائے گا' پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لیے حد مقرر کی جائے گی۔ چنانچہ میں (اس حد کے مطابق) لوگوں کو جنت میں داخل کر دوں گا۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹوں گا اور جب اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا تو پھر ویسا ہی کروں گا۔ پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لیے حد مقرر کی جائے گی' میں (اس حد کے مطابق) لوگوں کو جنت میں داخل کر دوں گا۔ پھر میں تیسری بار اور چوتھی بار اسی طرح اپنے رب کی طرف لوٹوں گا۔ تب میں کہوں گا کہ (اب) جہنم میں کوئی باقی نہیں رہ گیا' سوائے ان لوگوں کے جنھیں قرآن کریم نے روک رکھا ہے اور جن کے لیے جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے۔

(امام بخاری فرماتے ہیں کہ (قرآن کریم نے جنھیں روک رکھا ہے) کا مطلب اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: خالدین فیھا' یعنی (جو جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والے ہیں)۔ (بخاری۔ حدیث ۴۲۰۶)

بخاری کی دوسری روایت (کتاب بدء الخلق) حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے جس میں یہ اضافہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی میدان میں تمام اول و آخر کے لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ سورج قریب آ جائے گا۔ تب کچھ لوگ حضرت آدمؑ کے پاس شفاعت کی گزارش لے کر جائیں گے۔ لیکن حضرت آدمؑ کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ اتنے غضب میں ہیں کہ ایسے غضب میں نہ اس سے پہلے کبھی ہوئے' نہ اس کے بعد ہوں گے۔ پھر حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے تو وہ بھی یہی فرمائیں گے۔

بخاری میں ہی (کتاب التوحید) حضرت انسؓ بن مالک کی روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائیں گے تو میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت' میری امت!! تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمدؐ! جاؤ اسے (جہنم سے) نکال لو' جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہے۔ میں جا کر ایسا کروں گا۔ پھر میں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی حمد و ثنا کروں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔ تب پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہے اسے (جہنم) سے نکال لو۔ میں جا کر ایسا

کروں گا۔ پھر لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی حمد و ثنا میں لگ جاؤں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔ تب پھر مجھے شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے چھوٹے سے چھوٹے وزن کے برابر بھی ایمان ہو' اسے (جہنم سے) نکال لو۔ میں جا کر ایسا کروں گا۔ حضرت حسنؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ) پھر چوتھی بار میں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی حمد و ثنا میں لگ جاؤں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا تب مجھے پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ میں عرض کروں گا' اے میرے رب! جس نے بھی لا الہ الا اللہ کہا ہو اسے (جہنم سے نکالنے) کی اجازت مرحمت فرمائیے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میری عزت و جلال اور عظمت و بڑائی کی قسم' میں (جہنم سے) اسے ضرور نکالوں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔

اس مفہوم کی روایتیں صحیح مسلم' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں بھی منقول ہیں۔

دین سے برگشتگی

حضرت ابن ابی ملیکہؓ' اسماءؓ بنت ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حوض (کوثر) پر موجود رہوں گا یہاں تک کہ دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ مجھ تک پہنچنے سے پہلے کچھ لوگوں کو روک دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! (یہ لوگ) مجھ سے ہیں اور میری امت میں سے ہیں۔ کہا جائے گا' کیا تمہیں معلوم ہے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا کیا؟ خدا کی قسم یہ لوگ برابر اپنے پیچھے کی طرف لوٹتے رہے۔ (ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے کہ یہ لوگ تمہارے بعد پیچھے کی طرف پلٹ گئے)۔ ابن ابی ملیکہ دعا کیا کرتے تھے: یا اللہ ہم تجھی سے پناہ مانگتے ہیں کہ اپنے پیچھے لوٹیں' یا اپنے دین کے سلسلے میں فتنہ و آزمائش میں ڈالے جائیں۔

(بخاری۔ حدیث ۶۳۲۰)

امتِ محمدیہؐ پر فضل خاص

حضرت ابو بردہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مخلوقات کو جمع فرمائیں گے تو امت محمدیہ کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ (امت کے لوگ) طویل سجدہ کریں گے۔ (ان سے) کہا جائے گا اپنے سر اٹھالو' ہم نے تمہاری تعداد ہی کو تمہارے لیے جہنم سے چھٹکارا بنا دیا۔ (ابن ماجہ۔ حدیث ۴۲۹۱)

جنت و جہنم میں تکرار

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت اور جہنم میں بحث ہوئی۔ جہنم نے کہا کہ مجھے زبردست اور بڑے بننے والے دیئے گئے ہیں۔ جنت نے کہا کہ کیا بات ہے' میرے اندر صرف کمزور اور گرے پڑے لوگوں کے سوا کوئی داخل نہیں ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت سے فرمایا' تو میری رحمت ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہوں اس پر تیرے ذریعہ رحم کرتا ہوں اور (اللہ تبارک و تعالیٰ نے) جہنم سے فرمایا' تو میرا عذاب ہے' اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہوں تیرے ذریعہ عذاب دیتا ہوں۔ ان دونوں (جنت و جہنم) میں سے ہر ایک کو پوری گنجائش تک بھرا جائے گا۔ جہنم نہیں بھرے گی' یہاں تک کہ (اللہ تعالیٰ) اپنا پیر رکھ دیں گے' تب وہ کہے گی' بس بس' (تین بار)' تب وہ بھر جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرماتے۔ رہی جنت تو (اس کی خالی جگہ پر کرنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کوئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔ (بخاری۔ حدیث ۴۵۴۹)

جہنم کی فریاد

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم نے

اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا' اے میرے رب! (دہکنے کی شدت کی وجہ سے) میرا ایک حصہ دوسرے حصے کو کھائے جا رہا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانسیں لینے کی اجازت دی۔ ایک سردیوں میں اور ایک گرمی میں۔ (اسی لیے) تم انتہائی گرمی اور انتہائی ٹھنڈک پاتے ہو۔ (بخاری - حدیث ۳۰۸۷)

قیامت کے دن موت کو ذبح کر دیا جائے گا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور اسے پل صراط پر روک دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا' اے اہل جنت! تو وہ لوگ خوف زدہ ہو کر دیکھیں گے اور اس کا اندیشہ کریں گے کہ کہیں انھیں ان کی جگہ (جنت) سے نکالا نہ جائے۔ پھر کہا جائے گا' اے اہل جہنم! تو وہ لوگ امید بھری نظروں سے دیکھیں گے اور خوش ہوں گے کہ شاید انھیں ان کی جگہ (جہنم) سے نکالا جائے گا۔ تب کہا جائے گا کہ تم لوگ اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے' ہاں' یہ موت ہے۔ (رسولؐ اللہ نے فرمایا) تب حکم دیا جائے گا اور وہ (موت) اسی پل صراط پر ذبح کر دی جائے گی۔ پھر دونوں فریقوں سے کہہ دیا جائے گا کہ تم جس حال میں ہو اس پر ہمیشہ ہمیش رہو گے۔ اس میں موت کبھی بھی نہیں آئے گی۔

باب۔ ۶

جنت و جہنّم

ترتیب

نیک بندوں کے لیے بے مثال انعام

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے (ایسی ایسی نعمتیں) تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا' نہ کسی کان نے سنا ہو گا اور نہ کسی انسان کے دل میں خیال ہی آیا ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں (اس کے بعد) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (کوئی شخص نہیں جانتا جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لیے خزانہ غیب میں موجود ہے) (السجدہ: ۱۷)۔ (بخاری۔ حدیث ۴۵۰۱)

مسلم' ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

کوثر کیا ہے

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے درمیان تھے تو آپؐ پر اونگھ طاری ہو گئی۔ پھر آپؐ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ آپ کس وجہ سے ہنسے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر ابھی ابھی سورۃ الکوثر نازل ہوئی ہے: "ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی' سو اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے' بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے"۔

پھر آپ نے فرمایا' تم جانتے ہو کوثر کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جس کا جنت میں مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کے برتن ستاروں سے بھی زیادہ (تعداد) میں ہیں۔ میری امت (اس نہر پر) میرے پاس آئے گی۔ ان میں سے ایک بندہ کو (سختی سے جھنجھوڑ کر) روک دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب' یہ میری امت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں

کے تم نہیں جانتے' اس نے تمہارے بعد کیا نئی بات شروع کی تھی۔ (نسائی' جلد ۲' ص ۱۳۲)

جنت و جہنم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت و جہنم کی تخلیق فرمائی تو حضرت جبریلؑ کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اس کو دیکھو' اور جو کچھ میں نے اس میں جنت والوں کے لیے تیار کیا ہے' اسے دیکھو۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ حضرت جبریلؑ جنت میں گئے اور اسے دیکھا اور جو کچھ اس میں اللہ تعالیٰ نے جنت والوں کے لیے تیار کیا ہے اسے دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر آئے اور عرض کیا (اے میرے رب)' آپ کی عزت کی قسم' اس کے بارے میں جو بھی سنے گا وہ اس میں داخل (ہونے کی کوشش کرنے پر مجبور) ہو گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور اس (جنت) کو ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو اب پھر حکم دیا کہ واپس جا کر دیکھو میں نے جنت والوں کے لیے کیا کچھ تیار کیا ہے۔ حضرت جبریلؑ واپس گئے (جا کر دیکھا) تو وہ ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانکی ہوئی تھی۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئے اور عرض کیا' آپ کی عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل (ہونے کے لیے کوشاں) نہیں ہو گا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے (حضرت جبریلؑ سے) فرمایا کہ جہنم کی طرف جاؤ اور اسے دیکھو اور جو کچھ اس میں اہل جہنم کے لیے میں نے تیار کیا اسے دیکھو۔ حضرت جبریلؑ نے جا کر دیکھا تو وہ (شدت غضب میں) ایک دوسرے پر چڑھی جا رہی تھی۔ وہ لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس آئے اور عرض کیا' آپ کی عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو بھی سن لے گا وہ اس میں داخل (ہونے کے لیے آمادہ) نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو جہنم کو طبیعت کو للچانے والی چیزوں سے ڈھانک دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا کہ اب پھر جا کر (جہنم) دیکھو۔ وہ پھر گئے (اور لوٹ کر عرض کیا) آپ کی عزت کی قسم! مجھے ڈر ہے کوئی بھی

اس میں داخل ہونے سے بچ نہیں پائے گا۔ (ترمذی۔ حدیث ۲۵۶۳)

ابوداؤد اور نسائی نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

اعضائے بدن کی گواہی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تم ایسی دوپہر کو جب کوئی بادل نہ ہو' سورج کے بارے میں شک میں مبتلا ہو سکتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' جس طرح تم دونوں (سورج چاند) کے بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہو سکتے' اسی طرح تم اپنے رب (کے دیدار) کے بارے میں بھی شک میں مبتلا نہیں ہو گے۔

آپؐ نے (مزید) فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کو شرف ملاقات سے نوازیں گے' فرمائیں گے: اے فلاں! کیا میں نے تمہیں عزت و سرداری نہیں بخشی' کیا تمہیں زوجہ مرحمت نہیں فرمائی' کیا تمہارے لیے گھوڑوں اور اونٹوں کو مسخر نہیں کیا؟ اور تمہیں سرداری اور (لوگوں کی) اطاعت و فرماں برداری سے نہیں نوازا؟ وہ عرض کرے گا' کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تمہارے خیال و گمان میں تھا کہ تم مجھ سے ملو گے۔ وہ عرض کرے گا: نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آج میں تمہیں اسی طرح بھلاتا ہوں جس طرح تم نے مجھے بھلایا تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے کو شرف ملاقات سے نوازیں گے اور فرمائیں گے: اے فلاں! کیا میں نے تمہیں عزت و سرداری نہیں بخشی' کیا میں نے تمہیں زوجہ نہیں مرحمت فرمائی اور گھوڑے اور اونٹ نہیں بخشے اور تمہیں سرداری اور (لوگوں کی) اطاعت و فرماں برادری سے نہیں نوازا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تمہارے خیال و گمان میں تھا کہ تم مجھ سے ملو گے وہ عرض کرے گا' نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: آج میں اسی طرح تمہیں بھی بھلاتا ہوں جس طرح تم

نے مجھے بھلایا تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندے کو شرف ملاقات بخشیں گے اور اس سے بھی وہی فرمائیں۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب میں آپ پر' آپ کی کتاب پر اور آپ کے رسولوں پر ایمان لایا اور نمازیں پڑھیں' روزے رکھے اور صدقہ کیا' وہ جتنا کر سکے گا' اپنا ذکر خیر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' (وہی منافقت کی باتیں) یہاں بھی' پھر اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ اب ہم تمہارے خلاف اپنا گواہ بھیجتے ہیں۔ وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا' میرے خلاف کون گواہی دے گا؟ تب اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کی ران' گوشت اور ہڈیوں کو ہدایت کی جائے گی کہ بولو' چنانچہ اس کی ران' گوشت اور ہڈیاں بولیں گی (اور اس کا کچا چٹھا بیان کر دیں گی) تاکہ اس کے لیے اپنی طرف سے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔ وہ منافق ہو گا اور اس لیے اللہ تعالیٰ اس پر ناراضگی فرمائیں گے۔ (مسلم۔ حدیث ۲۹۶۸)

مسلم ہی میں انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپؐ ہنسے۔ پھر دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں۔ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ زیادہ جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' (ہنسی کا سبب) بندے کی اپنے رب سے مخاطبت ہے۔ وہ کہتا ہے' اے میرے رب! کیا آپ نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' کیوں نہیں۔ وہ عرض کرتا ہے' میں اپنے نفس کے خلاف صرف اپنا ہی کوئی گواہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کے دن گواہ کی حیثیت سے تمہارا نفس اور کاتبین کرام ہی کافی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب اس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جاتی ہے اور اس کے اعضا کو ہدایت کی جاتی ہے کہ بولو۔ تب وہ اعضا اس کے اعمال بیان کرتے ہیں۔ اس کے اور (اعضا کی) بات چیت کے درمیان کوئی اور نہیں ہوتا۔ تب وہ کہتا ہے تمہاری (اعضا کی) بربادی اور (اللہ کی رحمت سے) دوری ہو۔ تمہاری ہی طرف سے تو میں جدوجہد (پیروی) کر رہا تھا (اور تمہیں میرے خلاف گواہی دے رہے ہو (جبکہ عذاب کا شکار بھی تمہیں ہو گے)۔ (مسلم

- حدیث ۲۹۴۹)

ترمذی میں بھی اسی مفہوم کی روایت منقول ہے۔

رویت باری

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب اہل جنت' جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم لوگ کچھ اور چاہتے ہو کہ میں بڑھا دوں۔ وہ عرض کریں گے کہ کیا آپ نے ہمیں سرخرو نہیں فرما دیا' کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دے دی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اس وقت حجاب اٹھا لیا جائے گا' تب انھیں جو کچھ دیا گیا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی انھیں اپنے رب کے دیدار سے زیادہ محبوب نظر نہیں آئے گی۔ (بخاری حدیث ۲۹۷)

مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: "جنھوں نے کی بھلائی ان کے لیے ہے بھلائی اور زیادہ" (یونس ـ ۲۶)

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت اپنی آسائشوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ اچانک ان کے اوپر ایک روشنی جلوہ افروز ہو گی۔ وہ اپنے سر اوپر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ ان کے اوپر ان کا رب جلوہ افگن ہے۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے اے اہل جنت! تم پر سلامتی ہو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

سلام قولا من رب رحیم۔ (سلام' رب رحیم کا قول)۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) تب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو دیکھیں گے اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کو۔ وہ (اہل جنت) جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے رہیں گے کسی بھی نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ جلوۂ الٰہی پردہ میں چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا نور اور اس کی برکت اہل جنت پر ان کے علاقوں میں باقی رہ جائے گی۔ (ابن ماجہ ـ حدیث ۱۸۴)

ترمذی اور نسائی نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

اہل جنت سے اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیں گے' اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے' اے ہمارے رب لبیک وسعدیک' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم راضی و خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم راضی و خوش کیسے نہ ہوں جبکہ آپؐ نے ہم کو اتنا کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں کسی کو بھی نہیں دیا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' میں تمہیں اس سے بھی بڑی چیز دیتا ہوں۔ وہ عرض کریں گے: اے رب اس سے بڑی چیز کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں۔ اس کے بعد کبھی بھی میں تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری۔ حدیث ۶۱۸۳)

مسلم اور ترمذی نے بھی اسی مفہوم کی روایتیں نقل کی ہیں۔

بعض اہل جنت کی زراعت کی خواہش

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یہ گفتگو فرما رہے تھے۔۔۔ اور آپؐ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا تھا۔۔۔۔ کہ اہل جنت میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کاشت کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تمہیں وہ سب کچھ حاصل نہیں ہے جو تم چاہتے ہو۔ اس نے عرض کیا' کیوں نہیں' لیکن میں کچھ کاشت کرنا چاہتا ہوں۔ (چنانچہ اجازت مل گئی) تب اس نے جلدی کی اور بیج بویا۔ اس بیج کا پودا پلک جھپکتے ہی اگا' بڑھا' مکمل ہو گیا اور (اس کی فصل) کٹ کر پہاڑوں جیسے اونچے ڈھیر لگ گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بس اے ابن آدم! تجھے کوئی چیز آسودہ نہیں کر سکتی (کیونکہ قناعت نہ کرنا اور مزید کی خواہش اس کی فطرت میں ہے)۔ دیہاتی کہنے لگا'

یارسولؐ اللہ! وہ شخص قریش ہو گا یا انصاری، یہی لوگ کھیتی باڑی والے ہیں، رہے ہم، تو ہمیں کھیتی باڑی سے کوئی واسطہ نہیں۔ (یہ سن کر) رسولؐ اللہ کو ہنسی آگئی۔ (بخاری۔ حدیث ۱۸۰۷)

جنت کا بازار

حضرت سعیدؒ بن مسیب سے روایت ہے کہ ابوہریرہؓ سے ان کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اور تمھیں جنت کے بازار میں ملائے۔ سعیدؒ نے عرض کیا، کیا جنت میں بازار بھی ہو گا؟ ابوہریرہؓ نے فرمایا: ہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اہل جنت جب اس (بازار) میں داخل ہوں گے تو اپنے اعمال کی بدولت درجہ بدرجہ اتریں گے۔ پھر انھیں دنیا کے دنوں میں سے جمعہ کے دن کے بقدر اجازت دی جائے گی۔ تب وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے، اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے سامنے ظاہر ہو گا اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ آشکار ہو جائیں گے۔ ان کے لیے نور کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے اور ان میں سے سب سے کم درجہ کے آدمی ــــ ان میں کمتر کوئی نہیں ہو گا ــــ مشک و کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ کرسیوں والے لوگوں کو ان سے بہتر نشستیں ملی ہیں۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا ہم اپنے رب کو بھی دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (آپؐ نے مزید فرمایا)، کیا تم سورج اور چودھویں شب کے چاند کے دیکھنے میں شک کرسکتے ہو؟ ہم نے عرض کیا، نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسی طرح تم اپنے رب کی رویت کے بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہو گے اور اس مجلس میں کوئی ایسا باقی نہیں رہ جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ گفتگو نہ فرمائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی سے فرمائیں گے، اے فلاں ابن فلاں، کیا تم کو فلاں فلاں دن یاد ہے؟ (اس طرح) اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں اس کی بعض معصیتوں کو یاد دلائیں گے۔ وہ عرض کریں گے: اے میرے رب! کیا آپ نے مجھے معاف نہیں فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں

گے: کیوں نہیں' میری مغفرت کی کشادگی نے ہی تجھے اس درجہ تک پہنچایا ہے۔

ابھی وہ لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ ان کے اوپر بادل چھا جائے گا جو ان پر ایسی خوشبو کی بارش کرے گا کہ انھوں نے کبھی بھی اس جیسی مہک نہیں پائی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' جاؤ دیکھو میں نے تمھارے لیے کتنی عزت تیار کر رکھی ہے اور جو بھی خواہش ہو' لے لو۔ تب ہم ایک بازار میں آئیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہو گا۔ اس جیسی جگہ نہ کبھی آنکھوں نے دیکھی ہو گی نہ کانوں نے سنی ہو گی' نہ کبھی خیال ہی میں آئی ہو گی۔ تب ہم جو بھی چاہیں گے ہمارے لیے اٹھا دیا جائے گا۔ اس (بازار) میں نہ خرید ہو گی' نہ فروخت۔ اسی بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملیں گے۔ بڑے درجہ والا آدمی اس میں اپنے سے کم درجہ والے آدمی سے ملے گا—— اور ان میں کمتر کوئی نہیں ہو گا—— تو اس پر جو لباس دیکھے گا اس سے مرعوب ہو جائے گا۔ ابھی اس کی گفتگو پوری بھی نہیں ہو گی اس کے خیال میں اس سے بہتر آ جائے گا۔ یہ اس لیے کہ وہاں کسی کو غمگین نہیں ہونا چاہیے۔ پھر ہم اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئیں گے تو ہماری بیویاں ملیں گی اور ہمارا استقبال کرتے ہوئے کہیں گی' تم جب ہمارے پاس سے گئے تھے' اب اس سے زیادہ خوبصورتی (تم پر) نظر آ رہی ہے۔ وہ کہیں گے' آج ہمیں اپنے طاقتور رب کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے' اور یہی اس کا حق تھا کہ ہم اس طرح لوٹ کر آئیں۔ (ترمذی- حدیث ۲۵۵۲)

(ایک نسخہ میں نور اور سونے چاندی کے منبروں کے ساتھ لولو' یاقوت اور زبرجد کے منبروں کا ذکر بھی ہے)

اہل جہنم کی بھوک پیاس

حضرت ابودرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم پر بھوک مسلط کر دی جائے گی اور وہ (بھوک کی شدت) اس عذاب کے برابر کی ہو گی جس میں وہ مبتلا ہوں گے۔ وہ مدد مانگیں گے تو انھیں سوکھی ہوئی خاردار جھاڑ (جیسی چیز) دی

جائے گی جس سے نہ ان میں فربہی پیدا ہو گی نہ بھوک مٹے گی۔ پھر وہ کھانا مانگیں گے تو انھیں حلق میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا۔ تب انھیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں (حلق میں اٹکی ہوئی چیز کو) پینے کی چیز سے (پیٹ میں) اتارا کرتے تھے۔ وہ پینے کی چیز مانگیں گے تو انھیں کھولتا ہوا پانی لوہے کے آنکڑوں سے دیا جائے گا۔ جب وہ چہروں سے قریب پہنچے گا تو ان کے منہ جھلسا دے گا اور جب وہ ان کے پیٹ میں داخل ہو گا تو جو کچھ پیٹ میں (آنتیں) ہے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ وہ (ایک دوسرے سے) کہیں گے کہ جہنم کے محافظوں کو پکارو۔ وہ (جہنم کے محافظ) کہیں گے کیا تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر تمہارے پیغمبر نہیں آتے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔ وہ (جہنم کے محافظ) کہیں گے تب پکارتے رہو' اور کافروں کی پکار تو رائیگاں ہی جاتی ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تب وہ کہیں گے' مالک (یعنی جہنم کے داروغہ) کو پکارو۔ پھر کہیں گے اے داروغہ جہنم' چاہیے کہ تمہارا رب ہمارا فیصلہ کر دے۔ وہ جواب دے گا تم (اسی حال میں) ٹھہرنے والے ہو۔

اعمش راوی کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کی دعا اور داروغہ جہنم کے جواب کے درمیان ایک ہزار سال کا وقفہ ہو گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) وہ کہیں گے کہ اپنے رب کو پکارو۔ تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں۔ وہ عرض کریں گے' اے ہمارے رب! ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی۔ ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکالیے۔ اگر ہم دوبارہ (بدبختی کی راہ پر) لوٹے تو ہم ظالم ہوں گے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں جواب دیں گے: اسی (جہنم) میں خاموش پڑے رہو اور (اس سے نکالنے کی) بات نہ کرو---- اس وقت وہ (اہل جہنم) ہر بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور چیخ و پکار اور حسرت و بربادی (کا اظہار) شروع کر دیں گے۔ (ترمذی- حدیث ۲۵۸۹)

عذاب جہنم کی ہولناکی

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اہل جہنم میں جس شخص پر سب سے ہلکا عذاب ہو گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ اگر تمہارے پاس دنیا کی کوئی چیز ہوتی تو تم (اس عذاب سے چھٹکارا پانے کے لیے) قربان کر دیتے؟ وہ عرض کرے گا ہاں۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے: میں نے تم سے جب تم صلب آدم میں تھے ---- اس سے بھی آسان چیز چاہی تھی۔ (اور وہ یہ کہ) تم میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ' لیکن تم نے (میرے ساتھ شرک نہ کرنے) سے انکار کر دیا۔ (بخاری۔ حدیث ۲۱۵۶)

مسلم کی ایک روایت میں کوئی چیز کے بجائے دنیا اور اس کی ساری چیزیں' اور دوسری روایت میں دنیا کے برابر سونا کے الفاظ ہیں۔

رحمت بے کراں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم میں داخل ہونے والے لوگوں میں سے دو آدمیوں کی چیخیں شدت سے بلند ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ان دونوں کو نکالو۔ جب وہ دونوں نکالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا' تمہاری چیخوں میں شدت کس لیے آ گئی؟ انھوں نے عرض کیا: ہم نے ایسا اس لیے کیا تاکہ آپ ہم پر رحم کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے لیے میری رحمت یہ ہے کہ تم دونوں جاؤ اور جہنم میں جہاں تھے وہیں اپنے آپ کو ڈال دو۔ دونوں چلتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے آپ کو وہاں ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آگ کو اس کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی بنا دیتے ہیں۔ دوسرا کھڑا رہتا ہے اور اپنے آپ کو نہیں ڈالتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' جیسے تمہارے ساتھی نے اپنے آپ کو ڈال دیا تمہیں اپنے آپ کو ڈالنے سے کس نے روکا؟ وہ عرض کرتا ہے' اے میرے رب! مجھے امید ہے کہ آپ مجھے اس میں نکالنے کے

بعد دوبارہ وہیں نہیں لوٹائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' تمہاری امید پوری کی جاتی ہے۔
چنانچہ دونوں اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔(ترمذی - حدیث ۳۶۰۲)

باب ۔ ۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب

توریت میں رسولؐ اللہ کا ذکر

حضرت عطا بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہؓ بن عمرو بن العاصؓ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے بتائیے توریت میں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ (حضرت عبداللہؓ نے توریت پڑھی تھی اور اس کے مضامین سے باخبر تھے) تو انھوں نے کہا' ہاں خدا کی قسم توریت میں بھی ان کی بعض صفات کا ذکر کیا گیا جیسے قرآن میں کہا گیا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (الاحزاب -۴۵)

"اے نبیؐ! ہم نے آپ کو (اس شان کا رسول بنا کر) بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور (مومنین کو) بشارت دینے والے اور (کافروں) کو ڈرانے والے ہیں۔

توریت میں اس طرح ہے:

اے نبیؐ! ہم نے تجھے گواہ اور بشارت و آگاہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے اور ناخواندہ لوگوں کے لیے ڈھال بنا کر۔ تو میرا بندہ اور رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے' جو نہ درشت خو ہے نہ سخت دل' نہ بازاروں میں شور مچانے والا' جو برائی کو برائی سے دفع نہیں کرتا ہے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک اس کے ذریعہ کج رفتار ہو جانے والی ملت (ابراہیمی) کو سیدھا نہ کر دے' اور وہ یہ کہہ پڑے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں' تو اس کے ذریعہ (اللہ تعالیٰ) کھول دے گا اندھی آنکھوں کو' بہرے کانوں کو اور بند دلوں کو۔ (بخاری - حدیث ۴۵۵۸)

انبیاؑ میں کسی کو کسی پر فضیلت نہ دینا

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ـــــ اور یہ بات ان باتوں میں سے ہے جو آپؐ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں ـــــ کہ کسی بندے کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وہ (حضرت) یونسؑ بن متی (ان کے والد کی نسبت کے ساتھ یعنی پیغمبر یونسؑ کی تعیین کرتے ہوئے) سے افضل ہے۔ (بخاری۔ حدیث ۱۷۰۱)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں یونسؑ بن متی سے افضل ہوں۔ مطلب یہ کہ مچھلی کے قصہ کی وجہ سے کسی کے دل میں حضرت یونسؑ کی ناقدری و بے احترامی نہ پیدا ہو اور وہ ان کی توہین نہ کر بیٹھے، کیونکہ کوئی کتنا ہی عابد و زاہد اور فضائل میں بڑھا ہوا ہو، کسی نبی کے رتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

درود و سلام کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ کے روئے مبارک پر شادمانی کے آثار تھے۔ ہم نے عرض کیا، (یارسولؐ اللہ) ہم آپؐ کے چہرے پر شادمانی دیکھ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس فرشتہ آیا اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری دیتے ہوئے) کہا کہ اے محمدؐ! کیا آپؐ کو یہ بات خوش کرنے والی نہیں کہ آپؐ پر کوئی شخص اگر درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار درود بھیجتا ہوں، اور آپؐ پر اگر کوئی شخص سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں؟ (نسائی، جلد ۳، ص ۴۴)

پیشن گوئیاں

حضرت عدیؓ بن حاتم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور آپؐ سے فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرا شخص آیا اور رہزنی کی شکایت کی۔ تب آپؐ نے فرمایا عدی! تم نے حیرہ (ایک جگہ) دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا۔

میں نے دیکھا تو نہیں ہے لیکن اس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر زندگی نے تمہارا ساتھ دیا تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں بیٹھی ہوئی خاتون حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے کسی کا ڈر نہیں ہو گا سوائے خدا تعالیٰ کے۔ عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ (قبیلۂ) طے کے وہ راہزن کہاں ہوں گے جنھوں نے علاقوں کو اپنے شر سے بھر رکھا ہے؟ آپؐ نے (مزید) فرمایا اور اگر زندگی نے تمہارا ساتھ دیا تو تم کسریٰ (شہنشاہ ایران) کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کہ کسریٰ بن ہرمز؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' کسریٰ بن ہرمز۔ اور اگر زندگی نے تمہارا ساتھ دیا تو تم دیکھو گے کہ آدمی مٹھی بھر سونا چاندی نکالتا ہے اور کسی کو تلاش کرتا ہے جو اسے لے لے' تو اسے لینے والا کوئی نہیں ملتا۔

اور تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ سے ضرور ملے گا۔ جس دن بھی ملے گا اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا جو اس کے لیے ترجمہ کرے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تمہاری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا جو تم تک بات پہنچائے؟ وہ عرض کرے گا' کیوں نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تمہیں مال اور اولاد نہیں دی اور تم پر فضل نہیں فرمایا؟ وہ عرض کرے گا' کیوں نہیں۔ تب وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو سوائے جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ پھر بائیں طرف دیکھے گا تو سوائے جہنم کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جہنم سے بچو' چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ' اور اگر وہ بھی نہ ملے تو کسی اچھی بات ہی کے ذریعہ۔

عدیؓ کہتے ہیں' میں نے یہ دیکھ لیا کہ ہودج میں بیٹھی ہوئی خاتون حیرہ سے سفر کر کے خانہ کعبہ کا طواف کرتی ہے اور سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتی۔ اور میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے۔ اب اگر زندگی نے تمہارا ساتھ دیا تو تم وہ بھی دیکھ لو گے جو نبی ابو القاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' یعنی ایک شخص مٹھی بھر سونا چاندی (صدقہ کے لیے نکالے گا اور کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا)۔

(بخاری - حدیث ۳۴۰۰)

(بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ کے دور خلافت میں ایسا ہو چکا ہے کہ لوگ اتنے مال دار ہو گئے تھے کہ کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملتا تھا)۔

عرفات میں ملت کے لیے دعائے مغفرت

حضرت عباس بن مرداس سلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے دن شام کو اپنی امت کے لیے دعا فرمائی تو انھیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جواب دیا گیا کہ میں نے امت کے لوگوں کی مغفرت کر دی سوائے ظالم کے۔ اس سے مظلوم کا حق لوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: یارب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت سے دے دیں اور ظالم کی مغفرت کر دیں' تو اس شام کو جواب نہیں ملا۔ پھر جب آپؐ نے مزدلفہ میں صبح فرمائی تو اپنی دعا دہرائی۔ تب آپؐ نے جو مانگا تھا اسے منظور کر لیا گیا۔ (عباسؓ کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے (یا تبسم فرمایا)۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا' آپؐ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں' یہ ایسا وقت ہے جس میں آپ ہنستے نہیں تھے' کس چیز نے آپؐ کو ہنسا دیا؟ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ہنساتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دشمن خدا ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما لی اور میری امت کی مغفرت کر دی تو مٹی لے کر اپنے سر پر ڈالنے لگا اور ہائے توبہ مچانے لگا۔ مجھے اس کی چیخ و پکار دیکھ کر ہنسی آگئی تھی۔ (ابن ماجہ - حدیث ۳۰۱۲)

نسائی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں عرفات کے دن سے زیادہ اللہ تعالیٰ بندوں اور بندیوں کو آگ سے نجات دیتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس دن قریب ہو کر ملائکہ سے فخر کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ لوگ (حاجی) کیا چاہتے ہیں
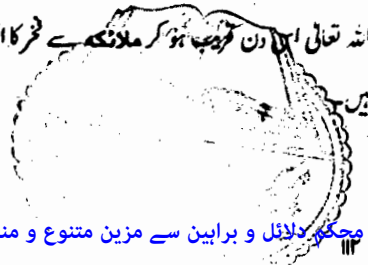
امت پر رسولؐ اللہ کی شفقت

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیمؑ کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھا: "اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کر دیا' پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی' اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے' سو آپ تو بہت مغفرت اور بہت رحم والے ہیں"۔ (ابراہیم - ۳۶)
اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول: "اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ تو ہیں ہی زبردست اور حکمت والے"۔ (المائدہ - ۱۱۸)

تو آپؐ نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے اور فرمایا: اے میرے معبود! میری امت میری امت' اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا کہ محمدؐ کے پاس جاؤ--- اور تمہارا رب زیادہ بہتر جانتا ہے--- اور ان سے دریافت کرو کہ کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے۔ (چنانچہ) حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور دریافت فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی بات بتائی اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے--- تب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ سے فرمایا کہ محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تمہیں تمہاری امت کے سلسلے میں خوش کر دیں گے اور تمہیں رنج نہیں دیں گے۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی امت پر کمال شفقت کا پتہ چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کا بھی۔ ساتھ ہی اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وعدہ کیا گیا وہ اس امت کے لیے بشارت عظمیٰ کا درجہ رکھتا ہے۔

امراض و مصائب

ترتیب

نگاہ کا جانا

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے بندے کو اس کی دونوں پیاری چیزوں (دونوں آنکھوں) کے بارے میں آزمائش میں ڈالتا ہوں (یعنی ان کی روشنی چلی جاتی ہے) اور وہ صبر کرتا ہے' تو اس کے بدلہ اسے جنت دیتا ہوں۔ (بخاری - حدیث ۵۳۲۹)

ترمذی نے بھی اس مفہوم کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

اولاد کی موت پر صبر

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے مومن بندے سے اہل دنیا میں اس کا منتخب و محبوب شخص (اولاد یا کوئی اور شخص جو ایسا ہی محبوب ہو) لے لیتا ہوں' اور وہ ثواب کی نیت سے صبر کر لیتا ہے تو اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ (بخاری - حدیث ۶۰۶۰)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن دو مسلمانوں (میاں بیوی) کے تین بچے گناہ کرنے کی عمر (بلوغت) سے پہلے انتقال کر جائیں' اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے فضل سے ان دونوں کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ ان (بچوں) سے کہا جاتا ہے' جنت میں جاؤ تو وہ کہتے ہیں پہلے ہمارے والدین داخل ہو جائیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم اور تمہارے والدین جنت میں چلے جاؤ۔ (نسائی' جلد ۴' ص ۳۰۴)

پہلے جھٹکے پر صبر

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سبحانہ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو نے (مصیبت کے پہلے جھٹکے کے وقت صبر و

احتساب سے کام لیا تو تیرے لیے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں ہو گا۔ (ابن ماجہ - حدیث ۱۵۹۷)

معصوم بچے کی ضد

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اسقاط شدہ) بچے کے والدین کو جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے تو وہ اپنے رب سے بحث کرتا ہے۔ تب اس سے کہا جاتا ہے: اے اپنے رب سے بحث کرنے والے اسقاط شدہ بچے' اپنے والدین کو جنت میں لے جاؤ۔ (چنانچہ) وہ اپنے والدین کو اپنی ناف سے کھینچ کر لے جاتا ہے' یہاں تک کہ جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ - حدیث ۱۶۰۸)

بیت الحمد

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندے کا لڑکا انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں تم نے اس کے دل کے پھل (ٹکڑے) کو چھین لیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں' ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے کیا کہا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے آپ کی حمد بیان کی (الحمدللہ کہا) اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔ (ترمذی - حدیث ۱۰۲۱)

مرض پر صبر و شکر

حضرت عطا بن یسار سے روایت ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتے ہیں' اور فرماتے ہیں کہ دیکھو' وہ اپنے عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا

ہے۔ جب عیادت کرنے والے اس کے پاس آتے ہیں تب اگر وہ خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے تو (فرشتے) اللہ تعالیٰ تک یہ بات پہنچاتے ہیں' جبکہ اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اوپر میرے بندے کا یہ حق ہے کہ اگر میں نے اسے وفات دی تو اسے جنت میں داخل کروں گا اور اگر شفا دے دی تو اس کے (پہلے) گوشت و خون سے بہتر گوشت و خون پیدا کر دوں گا اور اس کی برائیوں کو دور کر دوں گا۔ (موطا امام مالک - حدیث ۱۷۰۵)

بخار

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی۔ ابو ہریرہؓ آپ کے ساتھ تھے۔ مریض کو بخار کی شکایت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ (مرض) میری آگ ہے جسے میں دنیا میں اپنے بندے پر (اس لیے) مسلط کرتا ہوں کہ آخرت میں اس کے حصہ کی آگ (کا بدل) ہو جائے۔ (ابن ماجہ - حدیث ۳۴۷۰)

متفرقات

ترتیب

حضرت آدمؑ کی تخلیق

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا تو ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی (اور ترمذی کی ایک روایت کے مطابق چوڑائی سات ہاتھ تھی)۔ اللہ تعالیٰ نے (آدمؑ کو) ہدایت فرمائی کہ جاؤ' وہ جو فرشتے (بیٹھے ہوئے) ہیں انھیں سلام کرو اور سنو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ (ان کا جواب ہی) تمہارا اور تمہاری نسل کا سلام ہو گا۔ حضرت آدمؑ نے (ان کے پاس جاکر) کہا السلام علیکم۔ انھوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمتہ اللہ یعنی انھوں نے رحمتہ اللہ زیادہ کہا۔ (حضرت آدمؑ کے اس مکمل قد و قامت کے مطابق ہی) جو بھی جنت میں داخل ہو گا اسی صورت کے ساتھ ہو گا۔ تب سے آج تک آدمی (قد اور حسن و کمال کے اعتبار سے) گھٹتا چلا آ رہا ہے۔ (اور جب جنت میں جائے گا تو پھر جسمانی کمال و حسن پر جائے گا جیسا حضرت آدمؑ اپنی پیدائش کے وقت تھے)۔ (بخاری - حدیث ۳۱۴۸)

اس مفہوم کی روایت مسلم نے بھی نقل کی ہے۔

حضرت آدمؑ کا نسیان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی پشت سے ہر وہ (انسانی) جان جسے اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے باہر نکل پڑی۔ (اللہ تعالیٰ نے) ان میں سے ہر انسان کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک بنائی' پھر سب کو حضرت آدمؑ کے سامنے گزارا۔ (آدمؑ نے کہا) اے میرے رب یہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' یہ سب تمہاری نسل ہے۔ حضرت آدمؑ کی نظر ان میں سے ایک شخص پر پڑی تو وہ انھیں بہت اچھا لگا۔ انھوں نے دریافت کیا اے میرے رب' یہ کون ہے؟ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا یہ بعد میں آنے والی امتوں میں سے ایک شخص ہے' تمہاری ہی نسل سے ہے' جسے داؤد کے نام سے پکارا جائے گا۔ آدمؑ نے دریافت کیا' اے میرے رب آپ نے اسے کتنی عمر عطا کی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ساٹھ سال۔ حضرت آدمؑ نے درخواست کی' اے میرے رب! اس کی عمر میں میری عمر میں سے چالیس سال بڑھا دیجئے۔ جب حضرت آدمؑ کا وقت پورا ہوا تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آیا۔ حضرت آدمؑ نے کہا' کیا میری عمر ابھی چالیس سال باقی نہیں رہ گئی ہے۔ فرشتہ نے کہا' کیا آپ نے (وہ چالیس سال) اپنے فرزند داؤد کو نہیں دے دیے تھے۔ تب حضرت آدمؑ نے انکار کیا اور (وہیں سے) ان کی نسل بھی انکار کرنے لگی' اور حضرت آدمؑ کو بھول ہوئی (تبھی سے) ان کی نسل بھی بھولنے لگی' اور حضرت آدمؑ سے غلطی ہوئی تھی (تبھی سے) ان کی نسل سے بھی غلطی ہونے لگی۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۷۸)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی عمر ایک ہزار سال اور حضرت داؤد کی عمر سو سال پوری فرما دی۔

شہادت الست

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

"اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انھیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا' کیوں نہیں ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز (یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم اس سے بے خبر تھے"۔ (الاعراف: ۱۷۲)

تو عمرؓ نے بتایا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا' پھر اپنا ہاتھ ان کی پشت پر پھیرا تو

اس سے ایک نسل نکلی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ان لوگوں کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ اہل جنت ہی کے جیسے عمل کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو اس سے ایک نسل نکلی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے انھیں جہنم کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہل جہنم ہی کے جیسے عمل کریں گے۔ ایک شخص نے سوال کیا: یا رسولؐ اللہ تب عمل کی کیا حیثیت رہ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب بندہ کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جنت والوں جیسے عمل کراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اہل جنت کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرجاتا ہے تو اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ اور جب بندہ کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنم والوں جیسے عمل کراتا ہے یہاں تک کہ وہ اہل جہنم کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرجاتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔ (موطا امام مالک - حدیث ۱۶۱۸)

ابن آدم ماں کے پیٹ میں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ صادق و مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ایک آدمی کی تخلیق کا عمل اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن ہوتا ہے۔ پھر چالیس دن تک جما ہوا خون (علقہ) رہتا ہے۔ پھر چالیس دن (مضغہ) گوشت کی بوٹی رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتے ہیں اور (فرشتے کو) چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ یہ لکھ دے کہ اس کا رزق' عمر اور عمل کیا ہو گا اور یہ کہ وہ نیک بخت ہو گا یا بدبخت۔ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ (رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا) اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' تم میں سے ایک شخص اہل جنت والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہیں رہ جاتا کہ کتاب کا لکھا آگے آجاتا ہے اور وہ جہنم والوں کے عمل کر بیٹھتا ہے۔ چنانچہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے ایک شخص جہنم والوں کے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہیں رہ جاتا کہ کتاب کا

لکھا آگے آ جاتا ہے اور وہ جنت والوں کے عمل کر جاتا ہے اور وہ اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ (بخاری – حدیث ۷۰۱۶)

اس مفہوم کی روایتیں مسلم اور ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہیں۔

ملت کی تباہی صرف باہمی خلفشار سے

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین لپیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھا۔ میری امت کا اقتدار عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گا جتنا میرے لیے لپیٹا گیا تھا۔ اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید (سونا' چاندی' قیصر و کسریٰ کے خزانے) دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ عام قحط سالی سے میری امت کو ہلاک نہ کریں،اور یہ کہ ان پر کوئی بیرونی دشمن مسلط نہ کریں جو ان کی عزت و اقتدار چھین لے۔ میرے رب نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے جب کوئی فیصلہ کر لیا تو اسے لوٹایا نہیں جا سکتا۔ میں نے تمہاری امت کے سلسلے میں تمہاری یہ درخواست منظور کر لی کہ انھیں عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ان پر' سوائے ان کے اپنے آپ کے' کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو عزت و اقتدار چھین لے' چاہے (دنیا کے تمام) حصوں کے لوگ (ملت کے خلاف) اکٹھا ہو جائیں اور (انھیں گھیر لیں)' یہاں تک کہ ان میں سے بعض دوسرے کو ہلاک کرنے لگیں اور غلام بنانے لگیں۔ (مسلم – حدیث ۲۸۸۹)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کی جن میں سے دو منظور ہو گئیں اور ایک نہیں۔ میں نے اپنے رب سے درخواست کی کہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کریں تو یہ بات منظور ہوئی۔ پھر میں نے درخواست کی کہ میری امت کو (نوح کی قوم یا فرعون کی قوم کی طرح) غرق آب کر کے ہلاک نہ کریں تو یہ درخواست بھی منظور ہوئی۔ پھر میں نے درخواست کی کہ میری امت کے لوگوں میں (گروہ بندیوں کی وجہ سے) باہمی خلفشار نہ ہو' تو یہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں (ملت کے لوگوں پر) اس وقت تک غیروں کو مسلط نہیں کروں گا جب تک وہ ایک دوسرے کو فنا کے گھاٹ نہ اتارنے لگیں اور قتل نہ کرنے لگیں۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب میری امت میں تلوار (باہم استعمال کرنے) کا سلسلہ شروع ہو جائے گا تو قیامت تک ختم نہیں ہو گا۔ مجھے اپنی امت کے سلسلہ میں گمراہ کرنے والے رہنماؤں کا ڈر ہے۔ میری امت کے کچھ قبائل بت پوجنے لگیں گے اور کچھ قبائل مشرکین سے جا ملیں گے۔ قیامت تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے (سب سے بڑا دجال تو خدائی کا دعویدار ہو گا)۔ میری امت کا ایک گروہ برابر حق پر قائم اور نصرت یافتہ رہے گا۔ اسے اس کے مخالفین نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے۔

قرآن کریم کی تلاوت سات لہجوں میں

حضرت ابیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی غفار کے تالاب کے پاس تھے کہ آپؐ کے پاس حضرت جبریلؑ آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتے ہیں آپؐ ایک ہی لہجہ میں اپنی امت کو قرآن کریم پڑھائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر چاہتا ہوں' میری امت ایسا نہیں کرپائے گی۔ پھر (جبریلؑ) دوبارہ آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتے ہیں کہ آپؐ اپنی امت کو قرآن کریم دو لہجوں میں پڑھائیں۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر چاہتا ہوں' میری امت ایسا نہیں کرپائے گی۔ پھر (جبریلؑ) تیسری بار آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتے ہیں کہ آپؐ اپنی امت کو قرآن کریم تین لہجوں میں پڑھائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر چاہتا ہوں' میری امت ایسا نہیں کرپائے گی۔ پھر (جبریلؑ) چوتھی بار آئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتے ہیں کہ آپؐ اپنی امت کو قرآن کریم سات لہجوں میں پڑھائیں' (ان میں سے) جس لہجہ میں بھی وہ پڑھیں گے صحیح پڑھیں گے۔ **(نسائی' جلد ۲' ص ۱۵۴)**

(مختلف علاقوں کے عرب مختلف لہجوں میں عربی الفاظ ادا کرنے کے عادی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رعایت سے یہ خاص آسانی مرحمت فرمائی۔ الفاظ و معانی میں کسی تبدیلی کی اجازت نہیں، صرف لہجوں کے فرق کی رعایت فرمائی گئی ہے)

حضرت موسیٰؑ اور ملک الموت

حضرت ابو ہریرہؓ نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے) بیان کیا کہ موت کے فرشتے کو حضرت موسیٰؑ کے پاس بھیجا گیا۔ جب فرشتہ ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے اس کی آنکھ پر چانٹا مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس لوٹ گیا اور عرض کیا کہ آپ نے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت نہیں چاہتا۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ ان کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ وہ کسی بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ لیں۔ ان کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ان میں سے ہر بال کے بدلہ (ان کی عمر میں) ایک سال کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ (موسیٰؑ) نے عرض کیا: اے میرے رب! پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ فرمایا کہ پھر موت ہو گی۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا (کہ جب موت ہی آنی ہے) تب ابھی اسی وقت۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انھیں ارض مقدسہ (یروشلم) سے اتنا قریب کر دیں جتنی دور سے ڈھیلا جا سکتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو کثیب احمر کے نیچے راستہ کے کنارے ان کی قبر تمہیں دکھا دیتا۔ (بخاری - حدیث ۳۲۲۶)

(قسطلانی کے مطابق فرشتہ آدمی کی صورت میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا تھا اور ان کی عمر اس وقت ۱۲۰ برس ہو چکی تھی۔ فرشتہ چونکہ ان کے گھر میں آدمی کی صورت میں بلا اجازت آ گیا تھا، اس لیے حضرت موسیٰؑ نے سمجھا کہ وہ کوئی گزند پہنچانے کے لیے آیا ہے اس لیے آپ نے چانٹا مارا)۔

مسلم اور نسائی میں اسی مفہوم کی روایتیں منقول ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (طبرانی کی روایت کے مطابق غار حرا میں)' اور فرمایا: یارسولؐ اللہ! یہ خدیجہؓ (آپؐ کے پاس) پہنچنے ہی والی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک برتن ہے جس میں سالن--- یا کھانا--- یا پینے کی چیز ہے۔ جب وہ آپؐ کے پاس آ جائیں تو انھیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیئے اور انھیں جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دیجیئے جو موتیوں کا ہو گا اور اس میں نہ کوئی شوروغل ہو گا' نہ کسی طرح کی تھکن ہو گی۔

(بخاری - حدیث ۳۸۲۰)

بعض قبائل کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلم (ایک قبیلہ) کو اللہ تعالیٰ نے حالت امن سے نوازا اور غفار (ایک قبیلہ) کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت کی۔ یہ بات میں نے نہیں کہی بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمائی۔ (مسلم - حدیث ۲۵۱۶)

(علمائے حدیث کہتے ہیں یہ ان کے لیے دعا بھی ہو سکتی ہے اور ان کے حال کی خبر بھی۔ اگر دعا سمجھیں تو اس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ انھیں حالت امن سے نوازے اور مغفرت کرے)۔

مسلم ہی ایک دوسری روایت محمد بن یعقوب سے ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کو اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ اقرع بن حابس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اسلم اور غفار اور مزینہ (قبیلوں کے نام) کے لوگوں نے جو حجاج کی راہ زنی کیا کرتے تھے' آپ سے بیعت کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ' بنی تمیم' بنی عامر' اسد اور غطفان سے بھتر ہوں' تب بھی ناکامی اور گھاٹے میں رہیں گے؟ انھوں نے عرض کیا' ہاں۔

آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' وہ ان سے بہتر ہیں۔ (اقرع بن حابس نے (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) قبائلی عصبیت میں یہ بات کہی تھی کیونکہ زمانہ جاہلیت میں اسلم اور غفار قبیلے کمزور سمجھے جاتے تھے اور بنو تمیم وغیرہ ان سے طاقتور مانے جاتے تھے۔

حضرت موسیٰؑ و خضرؑ کا قصہ

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابی ابن کعب نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت موسیٰؑ (ایک دن) بنی اسرائیل میں تقریر فرما رہے تھے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والا (عالم) کون ہے؟ (موسیٰؑ نے) فرمایا' میں۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان سے اس بات پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ انھوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں فرمائی۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ہاں میرا ایک بندہ جو دو سمندروں کے سنگم پر ملے گا وہ تم سے زیادہ جاننے والا ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے میرے رب! میں کیسے ان کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم ایک مچھلی لو اور اسے ٹوکری میں رکھ لو (پھر ادھر روانہ ہو جاؤ)۔ جہاں مچھلی گم ہو جائے وہ (بندہ) وہیں ملے گا۔ (چنانچہ) موسیٰؑ نے ایک مچھلی ایک ٹوکری میں رکھی اور اپنے نوجوان (ساتھی) یوشع بن نون کو لے کر چلے۔ جب دونوں ایک چٹان کے پاس پہنچے تو وہاں (لیٹ کر) ستانے لگے۔

بقیہ قصہ قرآن کریم میں اور تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب موسیٰؑ کی آنکھ لگ گئی تو مچھلی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر میں چلی گئی۔

حضرت موسیٰ و خضر علیہم السلام کا پورا واقعہ یہاں مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر "ترجمان القرآن" سے پیش کیا جا رہا ہے۔ سورہ الکہف میں ہے:

اور (دیکھو!) جب ایسا ہوا تھا کہ موسیٰؑ نے اپنے ساتھی خادم سے کہا تھا: میں اپنی کوشش سے باز آنے والا نہیں جب تک اس جگہ نہ پہنچ جاؤں جہاں دونوں سمندر آ ملے

ہوں۔ میں تو اپنی راہ چلتا ہی رہوں گا۔ پھر جب وہ دونوں سمندروں کے ملنے کی جگہ پہنچ گئے تو اس مچھلی کا خیال نہ رہا جو اپنے ساتھ رکھ لی تھی۔ اس نے سمندر میں جانے کے لیے سرنگ کی طرح ایک راہ نکال لی۔ جب وہ آگے بڑھے تو موسیٰؑ نے اپنے آدمی سے کہا: آج کے سفر نے ہمیں بہت تھکا دیا' لاؤ صبح کا (دوپہر کا) کھانا کھالیں۔ اس نے کہا: کیا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم (سمندر کے کنارے) چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو مجھے مچھلی کا کچھ خیال نہیں رہا تھا' اس نے عجیب طریقے پر سمندر میں جانے کی راہ نکال لی اور یہ شیطان ہی کا کام ہے کہ میں اس کا ذکر کرنا بالکل بھول گیا۔ موسیٰؑ نے کہا "جو بات ہم چاہتے تھے وہ یہی ہے"۔ پس وہ اپنے پاؤں کا نشان دیکھتے ہوئے لوٹ گئے۔

پھر (جب چٹان کے پاس پہنچے تو) انھیں ہمارے (خاص) بندوں میں سے ایک بندہ مل گیا۔ اس شخص پر ہم نے خصوصیت کے ساتھ مہربانی کی تھی اور اسے اپنے پاس سے (براہ راست) ایک علم عطا فرمایا تھا۔ موسیٰؑ نے اس سے کہا: آپ اجازت دیں تو آپ کے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم آپ کو اس خوبی کے ساتھ سکھایا گیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ سکھا دیں۔ اس نے جواب دیا: ہاں! مگر تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے۔ جو بات تمہاری سمجھ کے دائرے سے باہر ہے' تم (دیکھو اور) صبر کرو' یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا: اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا: اچھا! اگر تمہیں میرے ساتھ رہنا ہی ہے تو اس بات کا خیال رکھو کہ جب تک میں خود تم سے کچھ نہ کہوں تم کسی بات کی نسبت سوال نہ کرنا۔

پھر (ایسا ہوا کہ) دونوں سفر میں نکلے یہاں تک کہ سمندر کے کنارے پہنچے اور) کشتی میں سوار ہوئے۔ اب موسیٰؑ کے ساتھی نے یہ کیا کہ کشتی میں ایک جگہ دراڑ نکال دی۔ (یہ دیکھتے ہی) موسیٰؑ بول اٹھا: آپ نے کشتی میں دراڑ نکال دی کہ مسافر غرق ہو جائیں' آپ نے کیسی خطرناک بات کی۔ اس نے کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے؟ موسیٰؑ نے کہا: بھول ہو گئی' اس پر نہ پکڑیئے' اگر ایک بات بھول چوک میں

ہو جائے تو آپ سخت گیری کیوں کریں۔

پھر وہ دونوں آگے چلے' یہاں تک کہ (ایک بستی کے قریب پہنچے اور) انھیں ایک لڑکا ملا' موسیٰؑ کے ساتھی نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس پر موسیٰؑ بول اٹھا: آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی' حالانکہ اس نے کسی کی جان نہیں لی تھی۔ آپ نے کیسی برائی کی بات کی۔ اس نے کہا: کیا میں نے نہیں کہہ دیا تھا: تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے؟ موسیٰؑ نے کہا: اگر پھر میں نے کچھ پوچھا تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھئے گا۔ اس صورت میں آپ پوری طرح معذور سمجھے جائیں گے۔

وہ دونوں اور آگے بڑھے' یہاں تک کہ ایک گاؤں کے پاس پہنچے۔ گاؤں والوں سے کہا ہمارے کھانے کا انتظام کر دو۔ انھوں نے مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے دیکھا کہ گاؤں میں ایک (پرانی) دیوار ہے اور گرا چاہتی ہے۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ کے ساتھی نے (اس کی مرمت شروع کر دی اور) اسے از سرنو مضبوط کر دیا۔ اس پر موسیٰؑ (سے نہ رہا گیا اور) بول اٹھا: اگر آپ چاہتے تو اس محنت کا کچھ معاوضہ ان لوگوں سے وصول کرتے (بغیر معاوضے کے بے کار محنت کیوں کی؟)۔

اب موسیٰؑ کے ساتھی نے کہا: بس! اب مجھ میں اور تم میں جدائی کا وقت آ گیا۔ ہاں! جن باتوں پر تم سے صبر نہ ہو سکا' ان کی حقیقت تمہیں بتلا دیتا ہوں۔ سب سے پہلے کشتی کا معاملہ لو۔ وہ چند مسکینوں کی تھی جو سمندر میں محنت مزدوری کرتے ہیں۔ وہ جس طرف بڑھ رہے تھے وہاں ایک بادشاہ ہے (ظالم)' جس کسی کی (اچھی) کشتی پاتا ہے' زبردستی لے لیتا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کشتی میں ایک عیب نکال دوں (تاکہ عیبی دیکھ کر بادشاہ کے آدمی چھوڑ دیں)۔ باقی رہا لڑکے کا معاملہ' تو اس کے ماں باپ مومن ہیں' میں یہ دیکھ کر ڈرا کہ انھیں سرکشی اور کفر کر کے اذیت پہنچائے گا' بس میں نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس لڑکے سے بہتر انھیں لڑکا دے' دین داری میں بھی اور محبت کرنے میں بھی۔ اور وہ جو دیوار درست کر دی گئی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی ہے جس کے نیچے ان کا خزانہ گڑا ہوا ہے۔ ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا' پس تمہارے پروردگار نے چاہا' دونوں لڑکے اپنی جوانی

کو پہنچیں اور اپنا خزانہ محفوظ پاکر باہر نکال لیں (اگر وہ دیوار گر جاتی تو ان کا خزانہ محفوظ نہ رہتا' اس لیے ضروری ہوا کہ اسے مضبوط کر دیا جائے)۔ یہ ان لڑکوں کے حال پر پروردگار کی ایک مہربانی تھی جو اس طرح ظہور میں آئی۔ (اور یاد رکھو!) میں نے جو کچھ کیا اپنے اختیار سے نہیں کیا (اللہ کے حکم سے کیا)۔ یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے! (الکہف: ۶۰ - ۸۲)

مولانا ابو الکلام آزادؒ حضرت موسیٰ اور خضر علیہم السلام کے قصہ کا پس منظر اور مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں مذکورہ بالا آیتوں سے پہلے کی آیتوں میں فرمایا گیا کہ منکرین قرآن کی شقاوت انتہائی حد تک پہنچ چکی ہے۔ طلب حق کی جگہ جدل و نزاع اور عبرت پذیری کی جگہ تمسخر و استہزا ان کا شیوہ ہے۔ ان کی عقلیں ماری گئی ہیں اور حواس معطل ہو چکے ہیں۔ (پیغمبر!) تم کتنی ہی رہ نمائی کرو' وہ راہ پانے والے نہیں۔

منکروں کی ان سرکشیوں کا نتیجہ کیوں اچانک ظہور میں نہیں آ جاتا؟ کیوں ان کے لیے خوش حالیاں ہیں اور پیروان حق کے لیے درماندگی؟ اس لیے کہ تمہارا پروردگار رحمت والا ہے اور یہاں رحمت کا قانون کام کر رہا ہے۔ رحمت کا مقتضا یہی تھا کہ ایک خاص وقت تک سب کو مہلت کار ملے۔ چنانچہ مہلت کی رسی ڈھیل دے رہی ہے۔ لیکن جونہی مقررہ وقت آ گیا' پھر نتائج کا ظہور ٹلنے والا نہیں۔

پھر اسی معاملہ کا ایک دوسرا پہلو واضح کیا ہے اور یہ فی الحقیقت کائنات ہستی کے مسائل میں سے ایک نہایت اہم مسئلے کا حل ہے۔

فرمایا: بلاشبہ موجودہ حالت ایسی ہی ہے کہ سرکشوں کے لیے کامرانیاں دکھائی دیتی ہیں اور مومنوں کے لیے محرومیاں' لیکن صرف اتنی ہی بات دیکھ کر حقیقت حال کا فیصلہ نہ کر لو۔ یہاں معاملات کی حقیقت وہی نہیں ہوا کرتی جو بظاہر دکھائی دیا کرتی ہے۔ کتنی ہی اچھائیاں ہیں جو فی الحقیقت برائیاں ہوتی ہیں اور کتنی ہی برائیاں ہیں جو فی الحقیقت اچھائیاں ہوتی ہیں۔ تمہاری عقل صرف ظواہر دیکھ کر حکم لگا دیتی ہے مگر نہیں جانتی ان ظواہر کی تہ میں کیسے بواطن (داخلی حقائق) پوشیدہ ہیں۔ سرکشوں کے لیے اس وقت کامرانیاں ہیں اور

مومنوں کے لیے محرومیاں' لیکن کیا فی الحقیقت سرکشوں کی کامرانیاں' کامرانیاں ہیں اور مومنوں کی محرومیاں' محرومیاں؟ اس کا تم فیصلہ نہیں کر سکتے۔ جب پردہ اٹھے تو دیکھو لوگے کہ حقیقت حال کیا تھی؟ اس حقیقت کی وضاحت کے لیے وہ واقعہ بیان کیا ہے جو حضرت موسیٰؑ کو پیش آیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ کی جس شخص سے ملاقات ہوئی اس کی نسبت فرمایا: "ہم نے اسے اپنے پاس سے ایک علم عطا فرمایا تھا۔ قرآن جب کبھی کسی بات کو اس طرح بیان کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بات براہ راست ظہور میں آئی تھی' یعنی دنیوی وسائل کو اس میں دخل نہ تھا۔ پس معلوم ہوا وہ شخص صاحب وحی تھا اور اللہ نے اسے براہ راست علم عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ آگے چل کر اس کا قول آتا ہے..... میں نے جو کچھ کیا اللہ کے حکم سے کیا (اپنی طرف سے نہیں کیا)۔

یہ علم خاص جو اسے دیا گیا تھا' یقیناً یہ تھا کہ بعض امور کے بواطن و اسرار اس پر کھول دیے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا تھا کہ خاموش رہیں گے' لیکن ان کا ارادہ چل نہ سکا اور ہر مرتبہ بول اٹھے۔ اس سے معلوم ہوا' انسانی عقل مجبور ہے کہ ظواہر پر حکم لگائے' وہ اس سے رک نہیں سکتی۔ مگر یہیں ٹھوکر کھاتی ہے' کیونکہ بواطن و حقائق تک نہیں پہنچ سکتی۔

حضرت موسیٰؑ کے ساتھی نے تین باتیں کیں۔ تینوں کا ظاہر برا تھا' لیکن تینوں کی تہ میں بہتری تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر دیکھ رہے تھے' لیکن ان کے ساتھی پر اللہ تعالیٰ نے باطن روشن کر دیا تھا۔ اگر اسی طرح ظواہر کا پردہ اٹھ جائے اور وہ حقیقتیں سب کے سامنے آ جائیں جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھی کے سامنے آ گئی تھیں تو دنیا کا کیا حال ہو؟ سارے احکام کس طرح بدل جائیں! لیکن نہیں' حکمت الٰہی یہی ہے کہ پردہ نہ اٹھے' کیوں کہ اسی پردے سے عمل کی ساری آزمائش قائم ہے اور ضروری ہے کہ آزمائش ہوتی رہے۔

کون بھلا آدمی نہیں چاہتا کہ بھلائی کی بات، کلمہ خیر، آگے بڑھے، نشر ہو، پھیلے۔

منشورات نے ترجمان القرآن کے اہم مضامین کے ری پرنٹس ارزاں نرخ پر فراہم کر کے آپ کے لیے آسانی پیدا کر دی ہے۔

☆ آپ کسی انجمن کے ذمہ دار ہیں اور ممبران کو بھلائی کی بات پہنچانا چاہتے ہیں۔

☆ آپ کسی تعلیمی ادارہ کے سربراہ ہیں اور طلبہ اور والدین کو کوئی ہدیہ دینا چاہتے ہیں۔

☆ آپ مسجد میں کوئی نفع کی چیز تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

☆ آپ کسی عوامی جگہ پر خیر پھیلانا چاہتے ہیں۔

☆ آپ معاشرہ کی اصلاح کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں--- تو

یہ ری پرنٹس آپ کے لیے ہیں!

ازراہِ کرم ۱۰۰ سے کم کا آرڈر نہ دیجیے اور نقد ادائیگی کیجیے یا ڈرافٹ ارسال کیجیے--- تاکہ یہ کام جاری رہے، کلمہ خیر نشر ہوتا رہے۔

تفصیلات کے لیے رابطہ:

منشورات

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور 54570، فیکس: 042-7832194

حدیث و سیرت پر ہماری کُتب

چند لمحات	
کلامِ نبویؐ کی صُحبت میں (مکمّل)	خرّم مراد
رسولؐ اللہ کی وصیتیں	ابومسعُود ندوی
کلامِ نبویؐ کی کرنیں	مولانا عبدالمالک
روشنی کی لکیریں	محمّد قطب
چند تصویریں سیرت کے البم سے	خرم مراد
سیرت پاک کا تاریخی کردار	پروفیسر خورشید احمد

اِس کے علاوہ متعدّد کتابیں اور ۶۰ سے زائد کتابچے